لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین
القرآن الحکیم

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنیٰ بابی الکلام الدہلوی

قیمت
سالانہ ٨ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ١٢ آنہ

مقام اشاعت
٢ - ١ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

نمبر ١٤ | کلکتہ : چہار شنبہ ٢٩ - شوال ١٣٣١ ہجری | جلد ٣

Calcutta: Wednesday, October 1, 1913.

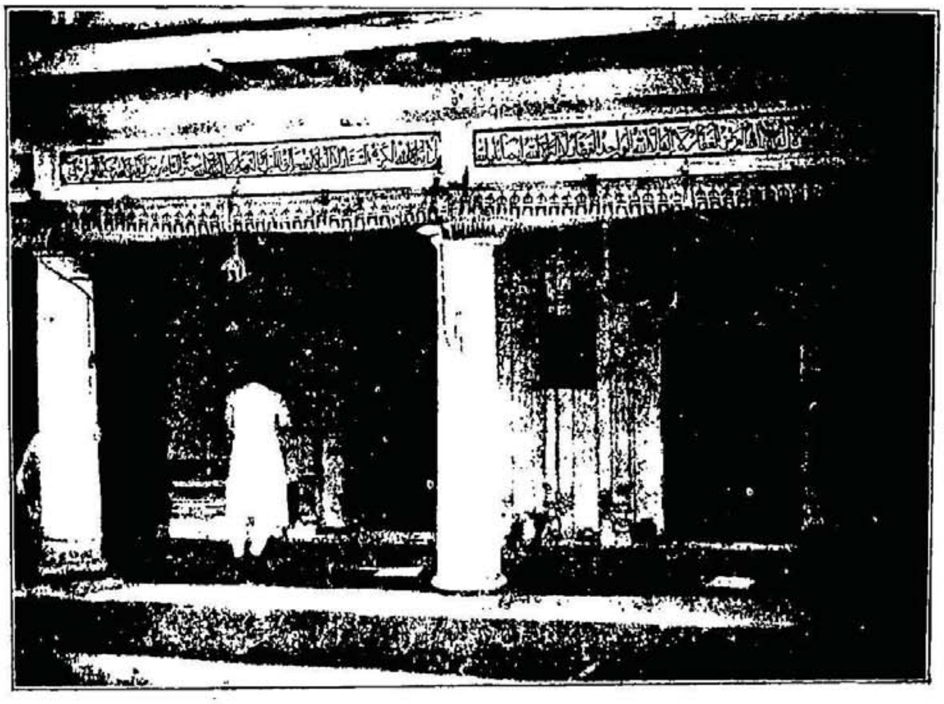

قیمت فی پرچہ ساڑھی تین آنہ

مسجد کانپور کا اندرونی منظر

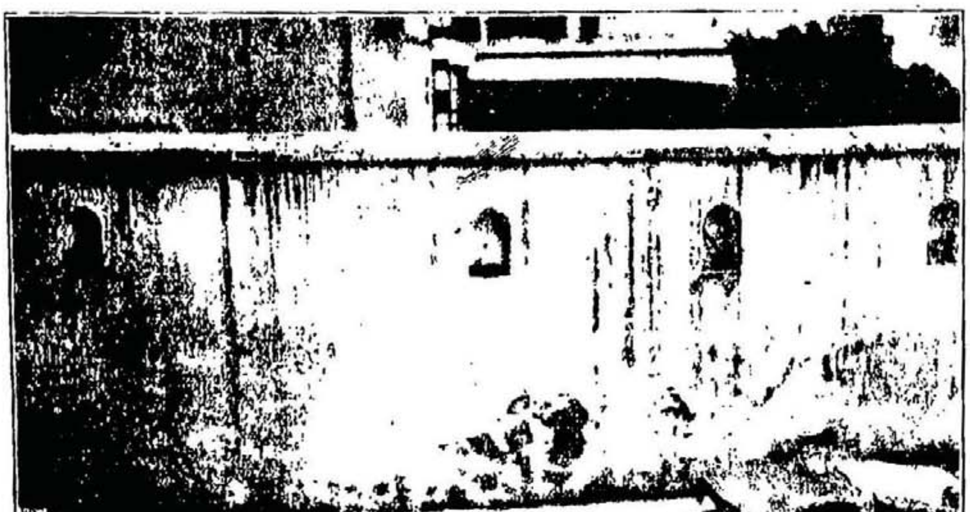

مسجد کانپور کا صحن اور نقوش خونین !

سامنے صحن کی دیوار ہے - اسپر جو دھبے نظر آ رہے ہیں وہ اُن شہدا کے خون کی یادگار ہے *
جنکے خوں چکاں اجساد صحن مسجد میں تڑپے - خون کے فوارے نے دور تک
اپنی چھینٹوں کے نشان قائم کردیے ہیں !

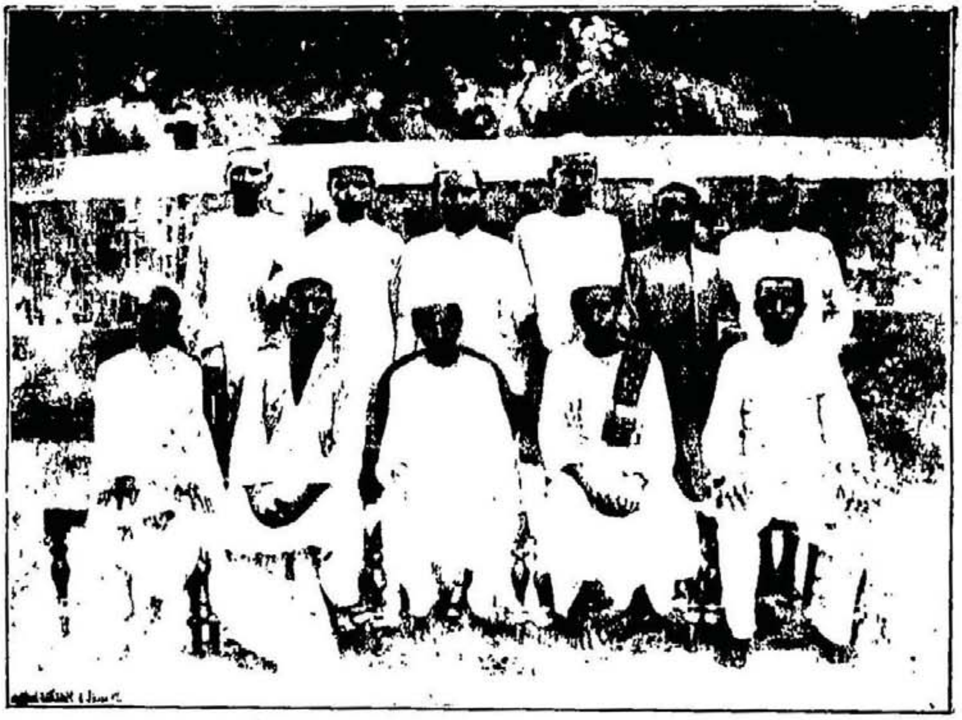

یه اُن گیارہ لڑکوں کی تصویریں ھیں ، جو ۱۳ - ستمبر کو کانپور میں رہا کیے گئے - یہ معصوم بچے ھیں
جنکو مسٹر ٹاللر مجسٹریٹ کانپور کے دربار نے بجرم بغاوت گرفتار کیا تھا ! !

دو جو چار لڑکے رہا کیے گئے

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين — القرآن الحكيم

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad,

7-1, Macleod street.

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12.

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدهلوی

مقام اشاعت

۷ - ۱، مکلاوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ٤ روپیہ ۱۲/

نمبر ۱٤ — کلکتہ : چہار شنبہ ۲۹ - شوال ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۳

Calcutta : Wednesday, October 1, 1913.

فہرس

شذرات	۱
حادثۂ کانپور	۳
رفتار سیاست	۳
مقالۂ افتتاحیہ	
الہلال پریس کی ضمانت	٥
احرار اسلام	
العربۃ فی الاسلام	۹
مکتوب آستانۂ علیہ	
الہلال ایڈریا نوپل میں	۱۱
ادبیات	
نظام حکومت اسلامیہ	۱۲
کشاکش حریۃ و استبداد !	۱۲
مقالات	
تاریخ اسلام کا ایک غیر معروف صفحہ	۱۳
تاریخ حسیات اسلامیہ	
الہلال اور پریس ایکٹ	۱٥
شہداء کانپور اعلی اللہ مقامہم	۱۷
المراسلۃ والمناظرہ	
الفتنۃ اللغویہ	۱۸
فہرست زر اعانۂ دفاع مسجد مقدس کانپور	

تصاویر

مرقع حادثۂ فاجعۂ کانپور-	(صفحات خاص)

شذرات

مسلم گزٹ لکھنؤ

(انکشاف حقیقت)

(۱.)

" مسلم گزٹ " کے معاملات کی نسبت سب سے پہلے میں نے ۲۴ - ربیں رمضان المبارک کی اشاعت میں ایک مختصر نوٹ لکھا تھا اور مالک مسلم گزٹ سے دریافت کیا تھا کہ مولوی سید وحید الدین صاحب سلیم کی علحدگی کے متعلق جو واقعہ سننے میں آیا ہے وہ صحیح ہے یا نہیں ؟

اسکے بعد مسلم گزٹ کا ایک پرچہ آیا جسکے پہلے صفحہ پر مولوی صاحب کی علحدگی کی خبر اور انکی پرجوش خدمات کا اعتراف تھا اور سب سے آخری صفحہ پر اشتہارات کے اندر چھپا ہوا اعتذار وعفو طلبی کے متعلق بھی ایک نوٹ تھا ' جس میں لکھا تھا کہ مسلم گزٹ میں بعض مضامین قابل اعتراض نکل گئے ! انکے متعلق افسوس اور آیندہ کیلیے احتیاط -

میں منتظر رہا کہ میر جان صاحب یا تو خود مسلم گزٹ میں میرے سوال کا جواب دیں گے ' یا پھر کسی خاص خط کے ذریعہ حالات سے مطلع کرینگے ' لیکن اس وقت تک کہ درمیان میں چار نمبر الہلال کے نکل چکے ہیں ' انہوں نے نہ تو اخبار میں کچھہ لکھا اور نہ بذریعہ خط کے جواب دیا -

تاہم اب اسکی ضرورت بھی نہ رہی - صوبجات متحدہ کی کونسل کے گذشتہ اجلاس میں انریبل سید رضا علی نے جو سوالات کیے تھے ' انمیں ایک سوال مسلم گزٹ کے متعلق بھی تھا - سرکاری جواب نے میر جان صاحب کو جواب کی زحمت سے بچا لیا ہے

اور ہر شخص کا جو اصول اور صداقت کو انسانوں سے زیادہ دوست رکھتا ہو، فرض ہے کہ اسکی حقیقت کے انکشاف سے اعراض نہ کرے -

یہ سوال کسی شخص کو ایڈیٹری سے برطرف کردینے کا نہیں ہے - ہر شخص جو کسی شخص کو اپنی اعانت کیلیے رکھتا ہے، حق رکھتا ہے کہ جب چاہے علحدہ بھی کردے - یہ سوال مولوی سید وحید الدین صاحب کی ذات خاص کا بھی نہیں ہے - اگر کسی وجہ سے وہ علحدہ کردیے گئے یا ہوگئے، تو اسکا اثر مسلم گزٹ پر کیا پڑسکتا ہے؟ یا اُن باتوں پر کیا پڑسکتا ہے جنکی وجہ سے لوگ مسلم گزٹ کو پسند کرتے یا برا سمجھتے تھے؟ اس طرح کے تغیرات ہمیشہ کاموں میں ہوا کرتے ہیں، اور اگر کوئی کام نیک اور اچھا ہے، تو اسکی زندگی کسی شخص کی موجودگی یا عدم موجودگی پر موقوف نہیں - مولوی صاحب جب مسلم گزٹ کے دفتر میں آئے ہیں تو اُن خیالات کو لیکر نہیں آئے تھے جنکی وجہ سے مسلم گزٹ کو شہرت ہوگئی - انکو مسلم لیگ کی مخالفت کا بالکل خیال نہ تھا - نہ تو وہ سیاسی مباحث سے دلچسپی رکھتے تھے اور نہ مسلمانوں کی پولیٹکل روش کے متعلق کوئی انقلابی خیال انکے پیش نظر تھا -

تاہم مسلم گزٹ نکلا تو حالات جمع ہوے اور اس کے صفحات پر سے اصلاح و تغیر کی صدا بلند ہوئی - مسلم لیگ، علی گڈہ پارٹی، اور ہز ہائنس سر آغا خاں کے متعلق اس نے مخالفت و نکتہ چینی شروع کردی، اور مسلم لیگ کے اس تغیر میں پورا حصہ لیا، جسکی وجہ سے اسکو اپنا نظام بدلنا پڑا -

پس اسی طرح اب اگر وہ مسلم گزٹ سے علحدہ کردیے گئے تو اور لوگ مسلم گزٹ کے کام کو قائم رکھ سکتے ہیں اور آزادی کی تحریک میں زندگی ہے تو وہ خود اپنا سامان کرلے گی - کوئی اہل قلم یا کوئی ایڈیٹر کب تک اسکے جسم کے ڈھانچے کو تھامے رہیگا؟

یہ سب سچ ہے اور ایک ایسی کھلی ہوئی بات ہے جس کو ہر شخص تسلیم کرلے گا، مگر اصلی سوالات یہ نہیں ہیں - یہ تغیر اگر اُن اسباب و مصالح کے ماتحت ہوا ہوتا جو ہمیشہ کاروباری دفاتر میں ہوا کرتے ہیں، تو گو ناواقفیت سے بعض نادان خریداران مسلم گزٹ اسپر معترض ہوتے، مگر عقل و فہم رکھنے والے لوگوں کو کوئی وجہ اعتراض کی نہ تھی - مگر مشکل یہ ہے کہ:

دوست نے خاطر دشمن سے کیا مجھکو ہلاک
رنج یہ ہے کہ وہ کم حوصلہ نازاں ہوگا

یہ واقعہ کچھ ایسے حالات کے ساتھ وقوع میں آیا ہے جس نے مسلمانوں کے موجودہ ادعاء اصول پرستی و حریت پسندی کے عین دور عروج میں "اصول" کی سب سے بڑی توہین کی ہے، اور آیندہ کیلیے استبداد حکام، و ضعف راے، و تزلزل اقدام، و عدم ثبات کار و اصول و فکر کی ایک ایسی مثال مشئوم و نظیر منحوس قائم کردی ہے، جس نے ہمیشہ کیلیے پریس کی اندرونی آزادی عمل کو خاک میں ملا دیا، اور اُن مہلک نقصانات سے کہیں زیادہ نقصان ہندوستانی پریس کو پہنچایا، جو پریس ایکٹ کا حربۂ بے اماں پہنچا رہا ہے -

پریس ایکٹ کے بموجب پریس سے ضمانت لی جا سکتی ہے، پچھلی ضمانت ضبط کی جا سکتی ہے - پرچے ضبط کرایے جاسکتے ہیں، انتہائی صورت ہو تو پریس کا تمام سامان بھی ضبط ہوجا سکتا ہے - تاہم یہ تمام زنجیریں ہمارے خارجی اعمال و قوی کے گرد لپٹتی ہیں اور خواہ انکی آہنی بندش ہم کو گھر سے باہر کتنا ہی مقید کردے، لیکن اپنے گھر کے اندر، اپنے دفتر کی میز کے سامنے، اپنے قلمدان سے کام لیتے ہوے، ہم بالکل آزاد ہیں - لیکن مسلم گزٹ کا ضعیف القلب مالک اسپر قانع نہیں - وہ چاہتا ہے کہ ہمارے اندرونی نظم و نسق کی آزادی بھی ہم سے چھین لی جاے، اور جبکہ ہمارے دفاتر کے دروازے سی - آئی - ڈی کے غیر موثر احتساب کا جولا نگاہ بنے ہوے ہیں، تو ہمارے کاروبار کی میز کے سامنے بھی ایک سخت موثر مداخلت کا پہرہ بٹھا دے!!

اس نے حکام کی اندرونی اور غیر باقاعدہ مداخلت کی سعی کو اپنے ضعف قلبی کے ہاتھوں کامیاب کردیا اور اسطرح ہمیشہ کیلیے ایک نیا حربہ خود ڈھالکر پریس کے حریفوں کو دیدیا - یہ حربہ سب سے زیادہ مہلک ہے - یہ مسلم گزٹ کی اسی فیکٹری میں ڈھالا گیا ہے، جہاں کبھی آزادی راے اور حریت فکر کی خون آشام تلواریں ڈھالی جاتی تھیں - ایک عجیب تمسخر انگیز ادعا کے ساتھ اب تک مسلم گزٹ کی دیوار پر اس "تیغ حریت" کا اشتہار بدستور رہنے دیا گیا ہے اور اس طرح ہمیں یقین دلانے کی کوشش کی جاتی ہے کہ ایک ہی سانچے میں سے غلامی و تعبد اور حریت و صداقت، دونوں کیلیے آلات ڈھل کر نکل سکتے ہیں! اولئک الذین اشتروا الضلالۃ بالہدی، فما ربحت تجارتہم و ما کانوا مہتدین!

اصل واقعہ کے انکشاف سے یہ تمام امور پوری طرح واضح ہو گئے ہیں -

مجھے جس واقعہ کی اطلاع ملی تھی، پہلے اُسے دہرا لیجیے:

"ڈپٹی کمشنر صاحب نے مالک مسلم گزٹ کو بلا کر کہا کہ وہ مولوی سید سلیم صاحب کو ایڈیٹری سے علحدہ کردیں، نیز وہ لکھنو سے چلے جائیں، ورنہ وہ مجبور ہونگے کہ مسلم گزٹ پر مقدمہ دائر کریں اور اس طرح مالک مسلم گزٹ بھی مصیبت میں مبتلا ہو -

اسی وقت میر جان صاحب مولوی صاحب کے پاس آے اور انسے کہا کہ آپ فوراً لکھنو سے چلے جائیں - مولوی صاحب اسی وقت پہلی گاڑی میں لکھنو سے روانہ ہوگئے - اس صحبت میں ایک اور صاحب بھی موجود تھے - اس واقعہ کے وہی راوی ہیں"

یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ مسلم گزٹ کے متعلق ابتداء اشاعت سے حکام شہر کن خیالات میں سرگرم رہتے تھے؟ پچھلی دفعہ جب میں لکھنو میں تھا تو میر جان صاحب اکثر ڈپٹی کمشنر صاحب کے پاس آتے جاتے تھے کیونکہ جس پریس میں مسلم گزٹ چھپتا تھا، اس نے آیندہ چھاپنے سے انکار کردیا تھا اور قاری عبد الولی مالک اسی پریس سے نیا ڈکلیریشن دلایا گیا تھا -

میر جان صاحب نے مجھ سے بارہا کہا کہ مسٹر فورڈ نہایت برہم ہیں اور مسلم گزٹ میں جو کچھ حادثۂ کانپور کے متعلق لکھا جا رہا ہے، اس سے انکی آشفتہ مزاجی انتہائی درجہ تک پہنچ گئی ہے -

میں پسند نہیں کرتا کہ پرائیوٹ ملاقاتوں کی گفتگو سے اخبار کی کسی بحث میں کام لوں، اسلیے اس حصے کو زیادہ تفصیل سے نہیں لکھونگا -

بہر حال اسکے بعد میں مسوری چلا گیا اور واپس ہوتے ہوے راہ ہی میں یہ واقعہ معلوم ہوا کہ مولوی سلیم صاحب الگ کردیے گئے ہیں -

مالک مسلم گزٹ نے تو خاموشی اختیار کرلی لیکن پچھلی کونسل میں جب سوال کیا گیا کہ "کیا یہ سچ ہے کہ ایڈیٹر مسلم گزٹ کے علحدہ کردینے کیلیے مالک پر زور ڈالا گیا اور کہا گیا کہ بصورت عدم تعمیل مقدمہ چلا یا جالگا"؟

تو جواب ملا :

" سوال میں اصلي واقعات نہیں بیان دیے گئے - مسلم گزٹ کے مالک و پبلیشر نے جس تحریري بیان کے ذریعہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو یہ بتایا کہ ہے کن وجوہ کي بنا پر ایڈیٹر علحدہ کیا گیا؟ اسکے انگریزي ترجمہ کي ایک نقل میز پر موجود ہے "

(مالک مسلم گزٹ کا تحریري بیان)

بوجہ وفات اپنے خسر کے میں گذشتہ دو ماہ یعني جون و جولائي میں فرخ آباد میں تھا - ان دو ماہ کے اندر عموماً اور خصوصاً ۱۶ - جولائي کے مسلم گزٹ کي اشاعت کا لہجہ معاملات مسجد کانپور کے متعلق بوجہ مولوي وحید الدین سلیم اڈیٹر مسلم گزٹ کي خود رائي اور ضد کے قابل اعتراض تھا - اسکے لیے مجھے انتہا درجہ کا افسوس ہے - بوجہ اڈیٹر کے اپني خود رائي پر قایم رہنے کے مجھے اندیشہ ہے کہ با وجود میري موجودگي اور میرے سخت اقتدار کے' انکو خود رائي سے روک نہیں سکونگا ' اور ایسي حالت میں انکے تمام غیر معتدل رجحان کي ذمہ داري میرے سر عاید ہوجائیگي - اس وجہ سے ' اور نیز انہوں نے جو قابل اعتراض رویہ اختیار کیا ہے بطور اسکي سزا کے ' آپکي تجویز کے مطابق مولوي وحید الدین سلیم کو اڈیٹري سے برخاست کرتا ہوں - میں مسلم گزٹ کي آیندہ اشاعت میں ان قابل اعتراض مضامین کي اشاعت پر افسوس ظاهر کرونگا -

دستخط : میر جان مالک و پبلیشر مسلم گزٹ

حادثۂ کانپور

تصحیح و تصدیق

حادثۂ کانپور میں شہدا کي تعداد کے متعلق ابتداء واقعہ هي سے پبلک میں تشویش و اضطراب پیدا ہوا اور وہ بدستور قائم ہے - لوگ عقلاً بھي اس امر کے سمجھنے سے اپنے دماغ کو عاجز پاتے هیں کہ پانچ سو سے زاید کارتوسوں کا جنگي اسراف صرف تیرہ چودہ انسانوں کي لاشوں هي کو تڑپا سکا ؟

اسي سلسلے میں ایک مراسلۃ روزانہ معاصر زمیندار لاهور میں شائع هوئي تھي جس کے نیچے ایک هندو زمیندار (رام ناتھ رستهي) کے دستخط تھے - یہ مراسلۃ الهلال نمبر (۱۲) میں بھي نقل کي گئي ہے - تھا

اس چھٹي میں نامہ نگار نے دو واقعہ بیان کیے هیں :

(۱) " هم نے اپني آنکھوں سے دیکھا کہ جاے وقوعہ کے علاوہ شہر میں جہاں کہیں مسلمان نظر پڑے' بندوقوں کے فیر سے هلاک کردیے گئے "

(۲) " کوئي ڈیڑہ سو لاشیں بوروں میں بند کرکے دریا میں ڈالدي گئیں "

هم ان دونوں حصوں کي مزید تحقیق میں برابر مصروف رہے اور اب اپني راے اس چٹھي کي نسبت شائع کرتے هیں -

پہلا واقعہ جن لفظوں میں بیان کیا گیا ہے ' ضرور ہے کہ انکي تصحیح کردني چاہیے - جن معاصرین نے اس چٹھي کو شائع کیا ہے انکا بھي فرض ہے کہ اسکي طرف متوجہ هوں - بظاهر الفاظ مندرجۂ صدر سے یہ مطلب نکلتا ہے کہ ۳ - اگست کو مچھلي بازار کے علاوہ تمام شہر کانپور میں بھي جہاں جہاں مسلمان پائے گئے ' پولیس نے انھیں قتل کر ڈالا ' حالانکہ یہ امر عقلاً بعید اور خلاف واقعہ ہے - اگر ایسا هوا هوتا تو آج کانپور میں سیکڑوں گھروں سے اپنے اعزا و اقارب کي مفقود الخبري کي صدائیں بلند هوتیں اور اس حادثے کے بعد یکایک کانپور کي آبادي گھٹ جاتي - حالانکہ اسکے بعد هزاروں مسلمان بدستور کانپور میں نظر آئے اور بہت سے محلے هونگے جہاں سرے سے کوئي حادثہ هوا هي نہ هوگا -

پس اصل یہ ہے کہ صاحب مراسلہ نے اپنے مطالب کیلیے صحیح الفاظ نہیں پاے - " جہاں کہیں " سے اسکا مقصود یہ نہوگا کہ تمام شہر میں " جہاں کہیں " پاے گئے هلاک کردیے گئے ' بلکہ مطلب صرف یہ ہے کہ حادثہ ' مچھلي بازار کي مسجد هي تک محدود نہ رہا ' اسکے علاوہ بھي دیگر مقامات میں مسلمانوں پر حملہ کیا گیا - چنانچہ اسکي تصدیق دیگر وقائع نگاروں کے بیانات اور اطراف مچھلي بازار کے آثار و علائم سے بخوبي هوچکي ہے ' اور هم نے ذاتي طور پر بھي جس قدر تحقیق کیا ' اس خیال کیلیے قوي وسائل و ذرائع موجود پاے -

دوسرے واقعہ میں ڈیڑہ سو لاشوں کا دریا میں پھینکا جانا بیان کیا گیا ہے - اس بیان میں مراسلہ نگار منفرد نہیں بلکہ شہر کي عام افواہ بھي ابتداء حادثہ سے یہي ہے ' اور هر شخص جو اس واقعہ میں مدعا علیہ کي حیثیت نہ رکھتا هو ' اس امر کے ماننے پر مجبور هوگا کہ جو تعداد شہداء حادثہ کي بیان کي گئي ہے ' وہ اپنے دیگر متعلقہ واقعات کے ساتھ کسي طرح بھي سمجھ میں نہیں آتي -

اب رہا بوریوں میں بند کرکے دریا میں ڈالا جانا ' تو قطع نظر اسکے دیگر وسائل علم کے ' یہ فرض در اصل پولیس کا ہے کہ وہ بتلاے کہ اگر بوریوں میں بند کرکے دریا میں نہیں ڈالا گیا ہے ' تو پھر پانچ سو سے زائد کارتوسوں کے نشانے کہاں غائب هوگئے ؟

چٹھي کے اس حصے کي نسبت بھي هم نے تحقیق کیا اور نہایت قابل غور مواد اسکے متعلق همارے سامنے موجود ہے - لیکن چونکہ اب حادثۂ کانپور کے متعلق هر بات مقدمۂ زیر عدالت کا راز بنگئي ہے ' اسلیے هم اس وقت انھیں ظاهر نہیں کرینگے - ممکن ہے کہ اس سے همارے مقدمات کو نقصان پہنچے -

رفتار سیاست

دولۃ علیہ و بلغاریا

حوادث و انقلابات کي نسبت پیشینگوئي کرنا حقیقت یہ ہے کہ سطح ادراک بشري سے مافوق امر ہے : لا تدري نفس ما ذا تکسب غدا (۳۱ : ۳۷) کل تک بلگیریا جو سر خیل فتنہ گران بلقان اور اشد اعداے اسلام تھا ' کون کہہ سکتا تھا کہ اس درجہ مجبور هو جاے کا کہ آستانۂ باب عالي پر عاجزانہ سر جھکا دیگا ' جسپر وہ کئي بار جھک چکا تھا مگر اب اسے عار تھا ؟

۲۳ - ستمبر تک ریوٹر کا بیان تھا کہ امور ثانیہ پر ترکي اور بلگیریا میں اختلاف باقي ہے اور دستخط نہیں هو سکے ' بلکہ ۲۶ - کا تار تھا کہ بیقاعدہ ترکي فوج تھریس میں دیہاتوں کو جلا رهي ہے ' اور دو هزار پناہ گیر دیدي غاچ آچکے هیں - آخر کامل ایک هفتہ کي خاموشي کے بعد ۲۹ - ستمبر کو اوسنے سنایا کہ صلح نامے پر فریقین کے دستخط هوگئے ' اور پھر ۳۰ - کو اوسنے وہ خبر سنائي ' جو یقیناً اوسکو سنائي پسند نہ تھي ' یعني " بلگیریا نے ترکوں کے اکثر مطالبات قبول کرلیے ' تمام قدیم و جدید مقبوضات بلگیریا میں مسلمانوں کے وهي حقوق تسلیم کیے گئے جو طوائف نصرانیہ کو ترکوں نے اپني بے تعصبي سے اپني حکومت میں دے رکھے هیں " اس خبر کے جزء ثاني متعلق حقوق اسلامیہ کو ریوٹر نے ایک

عجیب متحسرانه اور قابل رحم لہجه میں ادا کیا ہے' یعنی افسوس که "صلح نامه نے قدیم و جدید صوبہاے بلگیریا میں مسلمانوں کو نہایت آزادانه اور وسیع مراعات عطا کیے' ان مراعات و استحقاقات کا جو مسلمانوں کو ملے هیں ' مقابلة وهي درجه هوگا جو فرق نصرانیه کو ترکي میں حاصل هیں "

اختتام صلح پر فریقین کے طرفسے صدر اعظم اور جنرل ساؤف Savoff نے نہایت دوستانه اور واثقانه تقریریں کیں' باب عالي کا بیان ہے که شرائط صلح یونان کیلیے' شرائط صلح بلگیریا' بعینه اساس و بنیاد هونگے -

ان تمام مناظر صلح میں کوئي منظر ایسا نہیں ہے جس سے یه ظاهر هو که ترکي کي روش یونان کے ساتھه کیا هوگي ؟ لیکن ریوٹر کا بیان ہے که ترکي و بلگیریا کا یه مصالحانه اتحاد بلقان کے دور جدید کي تمہید ہے' جس میں یونان کیلیے سخت خطرات درپیش هیں -

دولة علیه و یونان

ان خطرات کي حقیقت چند ترکي جرائد کے بیانات هیں جنکو ریوٹر اپنے قیاس کي تائید میں پیش کرتا ہے - چنانچه ایک ترکي اخبار یونان کو دهمکي دیتا ہے که :

" وہ فوراً متنبه هو که " سالونیکا " اور " ایپرس " سے اسکو بالاخر نکلنا پڑیگا "

ایک دوسرا ترکي اخبار کہتا ہے :

" یونان اور سرویا ' ترکي بلگیریا کی متحده قوت حربیه کے سامنے بالکل بے حقیقت هیں ' ترکي اور بلگیریا کا اتحاد یقیناً اوسکے اعمال مستقبل کیلیے ضامن ہے "

ان خیالات کي في الحقیقت کوئي حقیقت هو یا نهو' لیکن جیسا که باب عالي کے طرز بیان سے ظاهر ہے ' کم و بیش انہیں شروط مناسبه پروہ یونان سے بھي صلح کریگا جن پر بلغاریا سے کرچکا ہے ' اور یه بھي ایک واقعه ہے (جیسا که ریوٹر کا بیان ہے) که ایشیاء کوچک کي ترکي فوج میں نقل و حرکت پیدا هو رهي ہے -

یونان خود ان واقعات و حوادث سے مضطرب ہے - شاہ یونان جو ابھي ابھي جرمني و فرانس سے اپنے اعمال نصرانیه کے صله میں تمغۂ تحسین و امتیاز مانگ رہا تھا ' مضطربانه مراجعت کررہا ہے ۲۶ - کا پیام ہے که یونان ترکي سے انعقاد مجلس صلح کي تحدیدي تاریخ پوچھه رہا ہے - ۲۷ - کا تار ہے که ایشیاء کوچک میں ترکي فوج بڑے پیمانه پر طیاري کررهي ہے ' یونان کا شاهي جہاز شاہ کي سواري کیلیے روانه هو گیا ہے' یوناني افسر اپني اپني رخصتوں پر سے طلب هو رہے هیں ' اور پھر اس سے بھي تسلي نہیں هوتي تو اسي تاریخ کو دول کے نام مرافعه (اپیل) کرتا ہے که " لله دیدي غاج کے مسئله میں توقف نه کیجیے که ترکي کی بے قاعده فوج کے وجود سے مشکلات و خطرات میں افزائش هو رهي ہے " لیکن اب تک دول کی طرف سے کوئي جواب شائع نہیں هوا - ۲۷ - کو خود شاہ یونان لندن پہونچ گیا اور یوناني وزیر نے سرادورڈ گرے سے وزارت خارجیه میں ملاقات کي -

ترکوں نے تاریخ صلح کے متعلق ۲۸ - کو جواب دیا که بلگیریا کے بعد هي یونان سے معامله صلح شروع هوجاےگا - لیکن بلگیریا و ترکي کے اتحاد نے مشکلات کو خطرناک حد تک پہونچا دیا ہے اور ترکي اخبارات باعلان دیدي غاج هی کا نہیں بلکه سالونیکا اور ایپرس کا بھی مطالبه کر رہے هیں - ۲۸ - کا بیان ہے که مغربي تھریس میں دو سو یوناني قتل کر دیے گیے' لیکن عجیب تر یه که قاتلین کا نام مذکور نہیں - ۲۹ - کو شاہ یونان لندن سے یونان جانے کیلیے روانه هوگیا -

البانیوں کے مظالم کا بیان حسب معمول مبالغه آمیز ہے -

ادهر ۲۴ - کا پیغام ہے که مانتي نگرو کے ساتھه سرویا کي حالت بھي قابل اطمینان نہیں -

خود بلگیریا کا سرکاري اعتراف ہے که ۲۲ - ستمبر کو ۶ - هزار مسلح البانیوں اور سرویا کے دو سوار دستوں کے مابین دو گھنٹے تک جنگ جاري رهي' بالاخر سرویا کي فوج شکست کھا کر رتچاوز Ritchevs کي طرف هٹ گئي -

پھر ۲ - ستمبر کا تلغراف جو بلگریڈ سے بھیجا گیا ہے ظاهر کرتا ہے که ۵۰ هزار البانی جدید طرز کی بندوقوں اور میکسم توپوں سے آراسته نہایت کامیابی کے ساتھه پریزرنڈ Prezrend کی طرف کوچ کر رہے هیں' جو سرویا کی نئی سرحد ہے - سرویا نئی کمک سرحد کی طرف بھیج رہا ہے' لیکن خیال کیا جاتا ہے که سرویا کی فوج کو انقطاعي حمله کے لیے طیار هونے میں ابھي کئی دن درکار هونگے -

معالات یہانتک پہونچ چکے هیں ' لیکن کیا البانیاں اس آساني سے سرویا کو مٹا دیگا ؟ نہیں بلکه ایک هاتھه فوراً غیب سے ظاهر هوگا اور حسب دستور واقعات کے صفحه کو الٹ دیگا - چنانچه وہ هاتھه بلند هوتا هوا نظر آرہا ہے جو همیشه مسیحي عدل و انصاف کي اعانت کیلیے بلند هوتا رہا ہے ' یعني برطانیه کا دست مشورہ و تحریک !

لندن سے ۲۷ - کا تار پہونچا ہے که برطانیه ایک مدت سے تحریک کر رهي ہے که ایک بین الملي کمیشن تحدید حدود البانیا کیلیے متعین کیا جاے - اسٹریا کے سوا اور حکومتوں نے اسکو منظور کرلیا ہے اور اپنے اپنے طرف سے کمیشن کے ارکان بھي مقرر کر دیے - آسٹریا کو عذر تھا که اسکو اپني طرف سے بھیجنے کے لیے کوئي لائق شخص نہیں ملا ' اب اوسکا بیان ہے که ایک افسر سے پوچھا گیا ہے - اگر اوس نے منظور کر لیا تو امید ہے که وہ شریک هوسکے گي -

غزوۂ طرابلس

عربي اخبارات تو غزوات و فتوحات طرابلس سے همیشه لبریز رهتے هیں لیکن دشمنوں کو یقین نہیں آتا - بهر حال انگریزي اخبارات میں طرابلس کا نام هي آجانا اس بات کي دلیل ہے که ابھي تک بہادر و غیور عرب سرفروش راہ اسلام' اور مصروف دفاع وطن مقدس هیں -

گذشته هفته میں اطالي جنرل کے قتل کي خبر آئي تھي ' اس هفته روما سے ۳۰ - ستمبر کي اطلاع ہے که :

" اطالي فوج کے ڈویژن نمبر ۴ - نے باغیوں (؟) کي ایک بہت بڑي جماعت کو جو " تل الکازا " Telcaza اور سیدي رافه Sidirafa میں خیمه زن تھي' ۲۶ - اور ۲۷ - ستمبر کو دو دن کي سخت لڑائي کے بعد سارانیکا سے نکال دیا ' اطالي فوجوں کا کمانڈر جنرل ویناي Vinai تھا - روئیں تن اطالیوں کے ۴ - سپاهي مقتول اور ۲۴ - مجروح هوئے - عربوں نے " حسب دستور " هزیمت اٹھائي اور چار سو مقتول اپنے پیچھے چھوڑ گئے "

لیکن کیا عجیب امر ہے که عرب هر هفته شکست کھا کھا کے پیچھے هٹتے جاتے هیں مگر اطالیا کے سلسلۂ فتوحات میں کبھي کسي جدید زمین کا اضافه نہیں هوتا ؟

مغرب اقصی

هفته ماضی میں خبر تھی که مولائی رسولی اسپینی فوجوں کو دبا رہا ہے' اس هفته لندن کا ایک تار ۳۰ - ستمبر کو پہونچا ہے که میڈرڈ (پایه تخت اسپین) سے خبر آئی ہے که جنرل سلوسٹر نے ایک سخت معرکه کے بعد رسولی کو ایک نہایت اهم جنگی موقع سے جسپر وہ قابض تھا' هٹا دیا ہے ' اس سخت و عظیم معرکه میں صرف چار اسپینی کام آئے !!

الهلال

۲۹ شوال ۱۳۳۱ هجری

الهلال پریس کی ضمانت

ایک نہایت اهم خزینۂ مدافعت کي تاسیس

مجلس دفاع مطابع و جرائد هند

یعني

انڈین پریس ایسو سی ایشن

INDIAN PRESS ASSOCIATION.

ذوق عصیاں کی افزائش تعزیر کے بعد

و اعدو لهم ما استطعتم من قوة و من رباط الخيل، ترهبون به عدو الله و عدوكم، و اخرين من دونهم لا تعلمونهم، الله يعلمهم - (۸ : ٦۲)

(الهلال اور پریس ایکٹ)

الهلال پریس کي ضمانت کے واقعه کو میں بوجوه زیاده اهمیت دینا نہیں چاهتا تها - اور نه کوئي ایسي غیر معمولي بات سمجهتا تها جس کو بار بار لکها جاے - میں نے همیشه اپنے اُن معاصرین کو نہایت سخت ملامت کي نظروں سے دیکها هے، جو ایسے موقعه پر شکوه و شکایت کا دفتر کهول دیتے هیں، اپني خدمات اور حسن نیت کا یقین دلاتے هیں، اور باور کرانا چاهتے هیں که با ایں همه هم وفا دار هیں !

لیکن مجهے انکي سعي لا حاصل پر همیشه افسوس هوتا هے - شکایت وهاں هوني چاهیے جهاں توقع هو - لیکن جبکه اصابت معلوم اور مشکل لا علاج، تو پهر کم از کم اپني استقامت کا وقار تو نه کهودیجیے !

وہ اپني خو نه بدلیں گے، هم اپني وضع کیوں چهوڑیں؟
سبک سر هوکے کیا پوچهیں که هم سے سرگراں کیوں هو؟

برئیت کي سعي عدالت کے اندر کي جاتي هے اور اپني وفاداري کا یقین وهاں دلائیے جهاں صرف غیر وفاداري هي جرم هو - لیکن پریس ایکٹ کا دیوتا صرف غذا چاهتا هے - اسکو غذا کی قسم سے بحث نہیں - پهر اختیار غیر محدود، مرافعه کا دروازه مقفل، اور وفاداري و بے وفائي، امن پسندي و بغاوت، خیر خواهي و بد خواهي، حق گوئي و کذب پسندي، کوئي حالت هو، اسکے بڑهے هوے هاتهه کو روکنے کیلیے کوئي پناه نہیں : مثله کمثل الكلب، ان تحمل عليه يلهث، او تتركه، يلهث - (۷ : ۱۷۵)

(الهلال اور دعوة احیاء اسلامي)

البته یه ضرور تها که الهلال کي حالت عام حالت سے مختلف هے - وه کوئي سیاسي اخبار نہیں هے بلکه ایک دیني دعوة اصلاح کي تحریک هے، جو مسلمانوں کے اعمال میں مذهبي تبدیلي پیدا کرنا چاهتي هے - اسکا ایڈیٹر بهي صرف یهي ایک دیني حیثیت رکهتا هے، اور مقامي گورنمنٹ اسکي اس حیثیت سے بے خبر نہیں - بلا شبه ملک کے بعض واقعات و حوادث کے متعلق اسمیں اظهار راے کیا جاتا هے، لیکن وه بهي محض دیني اور اسلامي نظر سے، اور انهي اصولوں کے ماتحت، جو ایک متبع قرآن کیلیے اسکے فرائض دینیه میں داخل هیں -

پس الهلال اور پریس ایکٹ کا سوال بالکل اسلام اور پریس ایکٹ کا سوال هے، اور اگر گورنمنٹ الهلال کے کاموں پر مطمئن نہیں، تو اسکے صاف معني یه هیں که وه اُس دنیا کے عظیم الشان مذهب کي تعلیمات کي طرف سے غیر مطمئن اور مشتبه هے، جسکے چالیس کروڑ پیرو اکناف عالم میں موجود هیں، اور ۸۰ - ملین خود برٹش گورنمنٹ کے ماتحت هندوستان کے اندر پهیلے هوے هیں -

الهلال اپنے هر خیال کو خواه وه کسي موضوع سے تعلق رکهتا هو، محض اسلامي اصولوں کے ماتحت ظاهر کرتا هے، اور کوئي آواز ایسي بلند نہیں کرتا، جو اسلام کے قانون و دستور العمل، یعني قرآن کریم سے ماخوذ نہو۔ اسکے عقیدے میں هر وه پالیٹکس جو اسلامي تعلیم سے ماخوذ نہیں کفر هے، اور اس نے اپني وفاداري و بغاوت کا سررشته بهي مثل اپنے تمام سر رشته هاے عمل کے، اسلام کے مقدس اور الهي احکام کے سپرد کر دیا هے - پس اگر وه وفا دار اور امن پسند هے، تو وه نہیں هے بلکه اسلام هے، اور اگر وه جادۂ وفا داري سے منحرف هے، تو اسکے صاف معني یه هیں که خود مذهب اسلام سر چشمۂ بغاوت و بد امني هے - پهر اگر الهلال پریس ایکٹ کي دفعات کے تحت میں آسکتا هے، تو هم کو اُس دن کا منتظر رهنا چاهیے جب پریس ایکٹ کي دفعه ۱۲ - کے بموجب " قرآن کریم " نامي ایک کتاب کا بهي سوال پیدا هوجائیگا، اور برطانوي قوانین کا یه عجیب الخلقت فرزند اپنے سامنے صرف الهلال کے دار الاشاعت هي کو نہیں، بلکه چالیس کروڑ پیروان قرآن کو پائیگا جو اسکي هر دفعه کے بموجب مجرم هونگے، اور هر شخص کے هاتهه میں ایک حکم نامه هوگا، جسمیں لکها هوگا که " سات دن کے اندر دو هزار روپیه عدالت میں داخل کردو "

(فتح و شکست)

الهلال پریس کي مقامي گورنمنٹ اس مسئله سے نا واقف نه تهي - یه ایک نیا مسئله تها، جو صرف الهلال هي سے تعلق رکهتا تها - اسلیے پریس ایکٹ کي مطلق العنانیوں سے تو نہیں، لیکن الهلال کي اس حیثیت خاص کي بنا پر اسکا سوال عام حالات سے بالکل مختلف تها اور اسي لیے قابل غور هوگیا تها - اسکا مسئله کسي پریس کا مسئله نه تها جهاں اخبار چهپتا هو، بلکه اسلامي تعلیم کي ایک تحریک دعوت کا سوال تها، اور پبلک دیکهنا چاهتي تهي که گورنمنٹ هندوستان کے موجوده عهد کے ایک هي مذهبي اور اسلامي رسالے کي نسبت کیا کرنا چاهتي هے ؟

لیکن حالات میں تغیر ہوا ' زمین کی با اختیار عمارتوں میں جبکہ سناٹا تھا ' تو پہاڑ کی چوٹیوں پر سے مخفی صدائیں اٹھیں - عاقبت اندیشی اور دانشمندی نے کہ خاموش تھی ' شکست کھائی ' اور شخصی نادانی اور بے صبری کو کہ منتظر مہلت تھی ' فتح ہوئی - اسی اثنا میں مشہور ہوا کہ ہز ایکسلنسی گورنر بنگال شملہ تشریف لیگئے ہیں - پھر اسکے بعد ہی الہلال کی ضمانت کا واقعہ زمانے کے سامنے پیش آگیا -

یہ فتح و شکست جو تحمل و بے صبری کے مقابلے میں ہوئی ' یہ عزل و نصب جو دانشمندی و نادانی میں ہوا ' یہ ایاب و ذہاب ' جو عقلمندی کی خاموشی اور نادانی کی جلدی میں نظر آیا ' اگرچہ اپنے عواقب و نتائج کے لحاظ سے افسوس ناک ہو ' تاہم اُن لوگوں کیلیے تو کچھہ موثر نہیں ہوسکتا ' جنکی استقامت اور تزلزل کی رزمگاہ الحمد للہ کہ شملہ اور دارجلنگ کی چوٹیوں سے بھی بلند تر ہے ' اور جو اپنے عزائم امور کا سررشتہ خود اپنے ہاتھوں میں نہیں رکھتے ' بلکہ نظام عالم کی اس انتہائی طاقت کے سپرد کرچکے ہیں ' جسکے وجود کی دنیا میں سب سے بڑی نشانی سچائی اور ہدایت کی فتح اور باطل و عدوان کا خسران ہے :

برو ایں دام بر مرغ دگر نہ
کہ عنقا را بلند ست آشیانہ !

انکی کامیابی و ناکامی کا میدان اُس زمین پر نہیں ہے ' جہاں چاندی اور سونے کے سکوں اور قانون کی بخشی ہوئی آزادی سے زندگی ملتی ' اور اُس و فقر سے ہلاکت پیدا ہوتی ہے ' جہاں ساز و سامان سے قوت ' اور بے سروسامانی سے بیچارگی ہے ' جہاں دنیوی حکومتوں کی نظر مہر مدارج و مراتب کو بڑھاتی ' اور ونگہ قہر عزت و قوت کو گھٹاتی ہے ' جہاں انسانی ارادہ حکمراں ' اور اولاد آدم کا نفس مالک جزا و سزا ہے ' بلکہ وہ عجائب قدرت ربانی اور خوارق نصرت الہی کی اُس ارض مقدس پر اپنی فتح و شکست کے معرکے کو پاتے ہیں ' جہاں گلیم فقر سے عظمت شاہی کا ہاتھہ نکلکر چمکتا ' اور زندان مصائب کے اندر سلطان حریت کا تخت جلال وعظمت بچھتا ہے ' جہاں ظاہر کی بے سروسامانی کے اندر باطنی ساز وسامان پرورش پاتے ' اور صورت کے ضعف و مسکنت کے اندر سے قوت و سطوت کا جمال معنی پرتو افگن ہوتا ہے - جہاں حیات کا سرچشمہ موت ہے ' اور جہاں کی زندگی یہاں کی موت سے شروع ہوتی ہے ' جہاں کی فتح یہاں کی شکست میں مضمر ہے ' اور پھر اس سماء ارضی کے نیچے کون ہے ' جو وہاں کی فتح کو شکست سے بدل سکے ؟ ولنعم ما قیل:

جمال صورت اگر واز گوں کنم ' بینند
نہ خرقۂ پشمینی طلاء مرباف ست

ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ ' واللہ رؤف بالعباد (٢ : ١١)

ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا ' تتنزل علیہم الملائکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا ' وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون - نحن اولیاؤکم فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ ' ولکم فیہا ما تشتہی انفسکم ولکم فیہا ما تدعون !! نزلا من غفور رحیم - ومن احسن قولا ممن دعا الی اللہ وعمل صالحا وقال اننی من المسلمین - (٤٢ : ٣٣)

" جن لوگوں نے اللہ کی ربوبیت کا سچا اقرار کیا ' اور پھر خدا پرستی کی راہ میں استقلال کے ساتھہ جمے بھی رہے ' تو اُن پر ضرور اُسکی ملائکۂ رحمت کا نزول ہوا ' جو انکو بشارت دیتے کہ نہ تو ڈرو اور نہ کسی طرح غمگین ہوں - نصرت و کامیابی کی وہ بہشت مراد ' جسکا تم ایسے خدا پرستان مستقیم سے وعدہ کیا گیا تھا ' اب تمہارے ہی لیے ہے - پس اسمیں رہو اور بے فکر و غم ہوکر خوشی مناؤ - دنیا کی زندگی میں بھی ہم تمہارے حامی ہیں اور آخرت میں بھی ناصر و مددگار رہیں گے - وہاں بھی تمہارے لیے عیش و نعائم کی بہشت ہوگی - تم جس راحت کو طلب کروگے ' موجود پاؤگے - یہ تمام کامیابیاں اور نصرت و فلاح خداء غفور و رحیم کی طرف سے تمہارے لیے ہے - پس اُس سے بہتر اور دنیا میں کس کی صدا ہوسکتی ہے ' جو اللہ کے بندوں کو اللہ کی طرف بلائے ' اعمال صالحہ اختیار کرے ' اور کہے کہ " میں اللہ کے آگے سر جھکا دینے والوں میں سے ' یعنی مسلم ہوں "

مبین حقیر گدایان عشق را ' کین قوم
شہان بے کمر و خسروان بے کلہ اند !

خدا کے کاروبار انسان کی ضد اور ہٹ سے بے پروا ہیں ' اور اگر انسان کی سمجھہ اُسکی ناسمجھی سے شکست کھاجاتی ہے ' تو اسکے بندے اپنے صبر و استقامت کو شکست خوردہ کیوں پائیں ؟

وان الظالمین بعضہم اولیاء بعض ' واللہ ولی المتقین (٤٥ : ١٨)

پس گورنمنٹ کا رویہ کتنا ہی افسوسناک ہو ' لیکن میری نظر میں تعجب انگیز کبھی بھی نہیں رہا - البتہ جو لوگ ایسے موقعوں پر اپنی بریت کی کوشش کرتے ہیں ' اور اپنے جرم کی تلاش میں بے فائدہ نکلتے ہیں ' انکی حالت یقیناً تعجب انگیز ہے - کیا جرم حق گوئی سے بھی بڑھکر اور کوئی جرم ہوسکتا ہے ' جس کی پاداش و سزا کے استقبال میں اُنہیں تامل ہے ؟

جرم منست پیش تو گر قدر من کم است
خود کردہ ام پسند خریدار خویش را

(اظہار حسیات ملیہ و اعانت ادارۂ الہلال)

بہر حال خواہ کیسے ہی حالات ہوں ' لیکن تاہم میں اس واقعہ کو کسی طرح کی بھی اہمیت دینا پسند نہیں کرتا تھا - اسلیے کہ خلاف توقع نہیں ' اسلیے کہ تعجب انگیز نہیں ' اسلیے کہ ایک عامۃ الورود ' اور سب سے آخر یہ کہ بالکل منتظر و موعود تھا -

مقامی گورنمنٹ اور زمانہ اس امر سے بے خبر نہیں کہ اگر ادارۂ الہلال چاہتا تو اپنی ایک صداء مختصر کے ساتھہ ہی تمام ملک کو اس واقعہ کی طرف متوجہ کرلیتا - کم از کم کلکتہ میں تو اسکے لیے صرف ٢٤ - گھنٹے کافی تھے ' لیکن میں نے پسند نہیں کیا کہ ایک معمولی سی بات کو وقت سے پہلے اہمیت دی جائے -

(واَلقیت علیک محبۃ منی - ٢٠ : ٣٩)

اس مادہ پرستی کے قرن میں خدا کا نام لیتے ہوے بہت سی روحیں ہیں جو شرماتی ہیں ' مگر میں کیا کروں کہ میری روح کی تو تسکین صرف اسی نام میں ہے - میں دیکھتا ہوں کہ اسکے عجائب کاروبار قدرت میں سے ایک کرشمۂ محیر العقول یہ بھی ہے کہ وہ جب کسی تخم کی پرورش کرتا ' اور کسی شاخ کو درخت بلند قامت بنانا چاہتا ہے تو اپنے بندوں کے ہاتھوں میں سے اپنے دست قدرت کو بڑھاتا ' اور انکے دلوں میں سے اپنی روح محبت کو ظاہر کرتا ہے - پھر اقلیم قلوب میں اضطراب ' اور صفوف ارواح میں حرکت و اضطرار پیدا ہوجاتا ہے - کوئی دل نہیں ہوتا جو اس تخم کی محبت سے خالی ہو ' اور کوئی روح نہیں ہوتی جو اُس آسمانی درخت کی الفت کو اپنے اندر سے دور کرسکے •

الهلال پریس کے قیام کے ساتھہ هي اس عاجز نے اس قدرت الهیه کے حقائق کا نظارہ کیا ' اور گذشته ایک سال تین ماہ کے اندر شاید هي کوئي ایسے دن ایسے گذرے هوں ' جو اس غیبي نصرت کے نشانات و آیات سے خالي رهے هوں - میں ایک بے سر و سامان ارادہ ' ایک تلخ و ناگوار مذاق ' ایک بے پروا و مستغني صدا لیکر آیا تھا - عجز و تذلل اور مداهنت و اعتراف جو جلب همدردي و توجه انظار کا سب سے زیادہ موثر نسخه ہے ' میرے پاس نه تھا ' بلکه اسکي جگه حق پسندي کي تند مزاجي ' اور نهي عن المنکر کي سخت گیري نے میري متاع سخن کے هر حسن کو عیب بنا دیا تھا -

پھر یه کیا تھا که ایک شش ماهي کے اندر هي حالات منقلب اور نتائج معجز عقول تھے ؟ وہ کون تھا جس نے اپنے بندوں کے دلوں کو اپني انگلیوں سے پکڑ کے پھیر دیا ' اور دوستوں کو گرویدہ ' خصومت پسندوں کو دوست ' اور الد الخصام کو کفر کي جگه نفاق پر مجبور کردیا ؟ یه کس عجائب کار کي کرشمه سازي تھي که لوگ پھولوں کے ڈھیر پر سے گذر کر اسکي طرف بڑھے ' جسکے هاتھه میں پھولوں کے گلدستے کي دلفریبي نهیں بلکه نوک نشتر کي چمک تھي ؟ اگر یه اسي کي کارسازي نه تھي تو پھر کون تھا ' جس نے ایک مطعون امرا ' مبغوض حکام ' اور مردود ارباب اقتدار و عز و جاہ کي محبت کو هزاروں کے دلوں میں جگه دیدي ' اور جنھوں نے اس سے انکار کیا ' وہ یا تو خاسر و نا مراد هوے ' یا پھر اسي کي سي صدائیں بولکر اپنے لیے بھي جگه ڈھونڈھنے لگے ؟ افسحر هذا ' ام انتم لا تبصرون ؟ (۵۲ : ۱۵) افمن هذا الحدیث تعجبون و تضحکون و لاتبکون ' و انتم سامدون ؟ (۵۳ : ۵۹) و ان في ذلك لایات ' و ما یعقلها الا العالمون (۲۹ : ۴۲)

(اصرار و انکار)

اس عاجز نے گو ارادہ کرلیا تھا که واقعهٔ ضمانت کے متعلق اس کے سوا اور کوئي کارروائي بالفعل نهیں کي جائیگي که مطلوبه رقم عدالت کے سپرد کردي جاے ' لیکن الله تعالے کے اس لطف و کرم اور اسکے عباد مخلصین و مومنین صادقین کي محبت فرمائیوں نے چار پانچ دن کے اندر هي اپنے اظهار حسیات مخلصانه و ابرازات عواطف غیورانه سے بالکل مجبور کردیا -

باهر کے احباب و مخلصین کا ابھي ذکر نهیں کرتا - سب سے پہلے اپنے اُن اخوان طریقت کے جوش اخلاص کا شکر گذار هونا چاهیے جنکي تعداد الحمد الله که شهر کلکته اور اطراف و نواح میں اسقدر موجود هے ' که اگر دو دو پیسه فی شخص بھي قبول کرلیا جاتا تو اسکي مجموعي تعداد صرف شهر کے اندر دو هزار روپیه سے یقیناً متجاوز هوتي !

ان مخلصین صادقین نے متعدد تجویزیں اسکي نسبت پیش کیں ' لیکن اس فقیر نے هر تجویز کو بشکریهٔ تمام نا منظور کردیا که اسکي نسبت اپنے قلب کا فتوی نه تھا ' اور " استفت قلبك " (اپنے دل سے هر موقعه پر فتوی طلب کرو) کے روحاني اصول کو مسلمانوں کے تمام اعمال و افعال کا دستور العمل هونا چاهیے -

آخري تجویز یه تھي که باهر کے احباب سے انکار کردیا جاے ' لیکن کم از کم هر برادر طریقت کو ایک ایک آنے کے دینے کا موقع دیا جاے تاکه اس ذریعه سے اندازہ هوسکے که الهلال کي ضمانت کي چوٹ کتنے دلوں پر جاکر لگي هے ؟ لیکن اس عاجز نے عرض کیا که ابھي ان باتوں کا وقت نهیں آیا - فجزاهم الله تعالے عني و عن الاسلام و المسلمین خیر الجزا ' و وفقنا لله سبحانه و ایاهم لما یحبه و یرضاه في العمل و الاعتقاد !

اسکے بعد عام قاریین الهلال و عموم ارباب ملت و اصحاب غیرت کي جماعت محترم هے ' جن کے بے شمار تلغرافات و مکاتیب هر ڈاک کي تقسیم میں پهنچنا شروع هوگئے ' اور ان میں سے بعض نے باصرار خواهش کي که فهرست اعانت میں انکو شرکت کا موقع دیا جاے ' لیکن جواب میں شکریے کے ساتھه اس سے روکا گیا ' تاهم انهوں نے اپني رقوم روانه کردیں - بعض نے اسکا بھي انتظار نهیں کیا اور ضمانت کي خبر سنتے هي حسب استطاعت روپیه بھیجدیا - از آنجمله فقیر کے مخلص و محب قدیم جناب (حاجی مصلح الدین) صاحب هیں ' جنھوں نے بغیر هیچ گونه پرسش و دریافت ' سو روپیے دفتر میں بھیجدیے - اور اسکا سلسله برابر جاری هے -

پہلے دن جس قدر منی آرڈر ان رقوم کے آے انکو بشکریهٔ تمام واپس کردیا گیا ' لیکن دوسرے دن جب پھر روپیه پهنچا تو میں نے ایک دوسري حالت ' اور ایک بالکل مختلف اثر کو سامنے پاکر مکرر غور کیا که اب کیا کیا جاے ؟

ضمانت دي جا چکي هے - ادارۂ الهلال سر دست کسي طرح کا بار اپنے لیے قوم پر ڈالنا نهیں چاهتا - تاهم خلوص نیت اور جوش اسلامي نے جس انفاق في سبیل الله کي راہ کھول دي هے ' اور باوجود اسقدر شدید مخالفت و اعراض کے احباب کرام هیں جو اپنے لطف و کرم سے باز نهیں آتے ' تو پھر مجھے کیا حق هے که اُس شے کو واپس کردوں ' جو حق پرستي اور نصرت صداقت کے نام پر سچے دلوں اور پر خلوص هاتھوں نے پیش کي هے ؟

یه خیال تھا جو الله نے میرے دل میں ڈالا -

پس میں نے روپیه وصول کرلیا اور لوگوں سے کهدیا که باسم " ضمانت الهلال " روپیه لینے کیلیے میں اب آمادہ هوگیا هوں - البته اس حکم ضمانت کے نقصان مالي کي تلافي کیلیے نهیں ' آیندہ کے تحفظ کیلیے نهیں ' اپني کسي ذاتي غرض اور شخصي جلب نفع کے خیال سے نهیں ' بلکه ایک نهایت اهم اور اقدم ترین ملکي ضرورت کیلیے ' جسکا زخم مدت سے محتاج مرهم ' اور جس کا دکھه عرصے سے فوري سنجیدہ مداوا هے - وہ ایک نهایت مقدس اور قابل احترام تحریک هے ' جو افکار انساني کي حریت کي حفاظت چاهتي هے ' ملک کو استبداد فکر و تقید لسان و خیال کي تحقیر سے بچانے کي آرزومند هے ' سر زمین هند کي هر بهتري اور اسکے باشندوں کي هر فلاح کي اصل بنیاد ' اور ملکي ارزوں کو پامالي سے محفوظ رکھنے کیلیے ایک اشرف و اعلي جهاد في سبیل الله هے - وہ جس طرح ملک اور رعایا کیلیے خیر خواهانه جذبات پر مبني هے ' اُس سے کهیں زیادہ حکومت و ارباب حکومت کیلیے سب سے بڑي نیکي اور سب سے زیادہ مفید خیر سگالي هے -

انڈین پریس ایسو سي ایشن

(مجلس دفاع مطابع و جرائد هند)

یعنے ایک متحدہ اور طاقتور انجمن کا قیام ' جس کا مقصد هندوستاني پریس کے حقوق کي حفاظت هو -

الهلال کي ضمانت کیلیے جسقدر روپیه همدردان ملت عطا فرمائیں گے ' وہ اس انجمن کیلیے ابتدائي اور تاسیسي فنڈ کا کام دیگا اور اسکے ذریعه سے ایک خزینهٔ دفاع حقوق مطابع (پریس ڈیفنس فنڈ) کي بنیاد پڑ جائیگي -

ارباب درد و کرم کیلیے اب پورا موقع هے که الهلال کي ضمانت میں حصه لیں -

زمیندار اور الهلال کا اب تذکرہ لا حاصل ہے - مرض عالمگیر اور سیلاب ہر طرف رواں ہے - مجھے اپنے معاملات کی کچھہ بھی فکر نہیں - میں نے روز اول ہی سے اعلان کردیا تھا کہ اگر میرے کاموں میں صداقت ہوگی تو اسکی قوت ہر حال میں ناقابل تسخیر ہے ' اور اگر نیتوں میں کھوٹ ہوگا تو باطل اپنی تباہی کا بیج خود اپنے اندر رکھتا ہے ' اس کے لیے پریس ایکٹ کی ضرورت نہیں - لیکن مصیبت یہ ہے کہ اس مطلق العنانہ استبداد کی تیغ سے اب کسی هستی کو امان نہیں - جو حالات نظر آرہے ہیں' انکی پیشین گوئی مستقبل کے متعلق موجودہ حالت سے بھی زیادہ مخدوش ہے - جب روزانہ (حبل المتین) کلکتہ کو بھی پریس ایکٹ سے پناہ نہ ملی' جس نے موجودہ اسلامی جوش و حرکت میں حصہ لینے کا کوئی جرم نہیں کیا - محض واقعات و اخبار کی اسکے ذریعہ شہر میں اشاعت ہوجاتی تھی' تو پھر ظاہر ہے کہ اوروں کو شکوہ و شکایت کا کیا موقع ؟

پریس ایکٹ کا جس وقت نفاذ ہوا تھا ' کہا گیا تھا کہ صرف تین سال کیلیے ہے - اب وقت آگیا ہے کہ ملک کا تمام تعلیم یافتہ اور حق پسند طبقہ اپنی متحدہ قوت سے اسکا قانوناً مقابلہ کرے اور استبداد و مطلق العنانی کے اس دھبہ سے اپنی گورنمنٹ کا دامن پاک کردے ' جس کے ساتھہ ایک لمحہ کیلیے بھی کوئی الیٰنی نظام حکومت جمع نہیں ہوسکتا - (کامریڈ) پریس کے پچھلے مقدمے میں هندوستان کی سب سے بڑی عدالت کے سب سے بڑے جج نے جو رائیں دی ہیں ' اسکے بعد بھی ملک کا اسطرف متوجہ نہونا غفلت و نادانی کی ایک بدترین مثال ہوگی - اگر ایک ایسی انجمن قائم ہوگئی ' تو اسکے ذریعہ هندوستانی پریس کی ہر شاخ کو تقویت پہنچ سکے گی' اور پریس ایکٹ کے سوال کو اس زور و قوت کے ساتھہ اٹھایا جاسکے گا جو یقیناً کسی آخری فیصلے تک ملک کی رہنمائی کریگا -

(اعیان مطابع بنگال کی همدردی)

مجھکو نہایت خوشی ہوئی' جب میں نے اپنا یہ خیال مقامی معاصرین عظام کے آگے پیش کیا ' جنکا حلقہ فی الحقیقت هندوستانی پریس کا سب سے زیادہ وسیع حصہ ہے - انھوں نے ہر طرح شرکت و اعانت کیلیے فوری آمادگی ظاہر کی - علی الخصوص مشہور آنریبل (بابو سریندر ناتھہ بنرجی) چیف ایڈیٹر (بنگالی) باوجود استماع مقصد ' سرگرم کار و سعی فرمانے ہوگئے - اسی طرح بمبئی کے انگریزی و گجراتی اخبارات میں سے بعض اخبارات نے تارکے جواب میں بذریعہ تار ہر طرح کی آمادگی ظاہر کی ہے -

اب ضرورت صرف اسکی ہے کہ اردو پریس کے تمام ارکان اس تحریک اہم کے خیر مقدم کیلیے مستعد ہوجائیں اور اپنے اپنے صفحات کا ایک بڑا حصہ اسپر غور و بحث و تشویق و ترغیب فراہمی اعانت کیلیے وقف فرما دیں -

اگلے نمبر میں اس مجلس کے متعلق مزید تفصیل الہلال میں شائع کی جائیگی -

(طلب اعانت)

آخر میں مکرر اعلان کرتا ہوں کہ جو حضرات الهلال کی ضمانت کے واقعہ سے متاثر ہوکر آمادۂ اعانت ہوے ہیں - اب ادارۂ الهلال کامل تشکر و امتنان انکی اعانت قبول کرنے کیلیے مستعد ہوگیا ہے' کیونکہ وہ اب فی الحقیقت " انجمن دفاع مطابع هند" کے مدد کی بنیاد ہوگی - میرے بنگالی دوستوں نے دریافت کیا

کہ اگر انجمن قائم ہوگئی تو مسلمانوں کی طرف سے کس قدر مالی مدد ملے گی ؟ کیونکہ کہا جاتا ہے کہ یہ انکے جوش حیات کا اور ہماری افسردگی کا زمانہ ہے - میں نے کہا کہ جو قوم ایک ماہ کے اندر حادثۂ کانپور کیلیے ایک لاکھہ روپیہ جمع کرسکتی ہے' باوجود اُن موانع کے جو اس راہ میں حائل تھے ' وہ اب ایک ایسے کام کیلیے جسکے بغیر نہ مسجد کانپور کیلیے صدا بلند ہوسکتی ہے اور نہ شہداء اسلام کی داد خواہی کیجاسکے ' کیوں قیمتی سے قیمتی مالی ایثار کا ثبوت نہ دیگی ؟

واللہ المستعان و علیہ التکلان -

اصبــــروا و رابطـــــوا !

(ایک مراسلة)

ضرورت ہے کہ ہر فرد مسلم سلسلۂ اخوت میں باقاعدگی کے ساتھہ مربوط ہو - اسکے لیے ذیل کی تدبیر خیال ناقص میں ہے جو قوم کے فوائد کے خیال سے بغرض اشاعت و اعلان اور حصول آرا ارسال خدمت اقدس ہے -

(١) ایک باقاعدہ تمام هندوستان کے مسلمانوں کی قایم مقام جماعت کسی مناسب حصہ ملک میں بحصول کثرت آراء عام مسلمین قایم کیجاے -

(٢) ہر شہر بلکہ ہر قصبہ میں جماعت مذکورہ کے ماتحت مقامی جماعتیں بحصول اکثریت مسلمانان مقامی قائم کیجائیں -

ان جماعتوں کا مقصد اصلی مسلمانوں کے جذبات و حقوق کی نگرانی اور حصول نتائج و انصرام دہی امور کی کما حقہ کوشش کرنا ہو -

طریق اجراے کار یہ ہے کہ مسلمان اخبارات تحریز ھذا شایع کرکے خواہش کریں کہ فلاں تاریخ تک عام طور پر مسلمانان هندوستان ' هندوستان کے تین یا پانچ اشخاص (جانکے مناسب ہوں - میری ناقص رائے میں تعداد جسقدر کم ہو بہتر ہے) منتخب کرکے تحریرات جدا گانہ یا متفقہ کے ذریعہ اونکے نام کسی ایک معتبر مسلمان اخبار (الهلال بہتر ہے) کو بھیجدیں - مدیر اخبار چند مقامی معتبر اشخاص کے نزدیک اُن آرا کو محفوظ رکھیں - اور تاریخ مقررہ پر اشخاص مذکورین کے موجودگی میں بلحاظ اکثریت' صاحبان مجوزہ میں سے ارکان جماعۃ قایم مقام مسلمانان هندوستان کو منتخب کرکے اعلان کردیں -

اب جماعت مذکورہ مقررہ کی جانب سے اعلان ہو کہ ہر شہر و قصبہ کے مسلمان اپنے اپنے شہر و قصبہ کے تین تین معتبر و معتمد اشخاص کے نام دفتر جماعت میں بھیجدیں - جب یہ نام موصول ہوں تو تاریخ مقررہ پر بلحاظ اکثریت انتخاب کرکے صاحبان مذکورہ و عامہ مسلمین کو بذریعہ اعلان و تحریر اطلاع دیدیجاے کہ فلاں شہر میں فلاں فلاں اشخاص کی " جماعت ماتحت انجمن قایم مقام مسلمانان هند " قایم کردیگئی ہے اور اس جماعت ماتحت کے لیے چند مختصر آسان قواعد منضبط کردیے جائیں - اوس جگہ کے مسلمانوں کو اپنے عام جذبات اور شکایات کی اطلاع اور علاج کار کیلیے سعی' جماعت مقامی مذکورہ سے کرنا چاہیے - جماعت مقامی کو حسب هدایات جماعت اعظم دورہ کرنا چاہیے - ایک نہایت ہلکا چندہ عامہ مسلمین پر قائم کردیا جاے جو جماعت مذکورہ کی ضروریات میں کام آے - مثلاً ایک آنہ فی کس فی ماہ ' جو زیادہ دست معجزہ اللہ خیرا - اسطرح عمل ہوا سے امید ہے کہ مسلمانوں کی درماندگی کا پروردگار تمام علاج فرمادے - (از خریدار الهلال نمبر: ٢٦٦٨)

احرار اسلام

الحریة فی الاسلام

نظام حکومة اسلامیه

وامرهم شوری بینهم (۴۲ : ۳۶)

(۵)

توطیة مباحث آتیه

اور مباحث گذشته پر ایک اجمالي نظر

گزشته نمبر میں قلت گنجایش ' اور صفحات سابق و لاحق کے پہلے چھپ جانے کي وجه سے مضمون بالکل ناتمام چھوڑ دینا پڑا ' اسلیے آج پہلے اسکا بقیه حصه درج کرتے هیں اور اسکے بعد اصل موضوع کے مطالب آتیه کي طرف متوجه هونگے -

بقیه مقالۀ سابقه

(۴)

موجودہ جمهوریت و حریت کا پہلا سال سنه ۷۹ - سمجھا جاتا ہے جبکه ۱۴ - جولائي سے (انقلاب فرانس) کي تحریک کا آغاز هوا اور رجال انقلاب نے مشهور قلعه (باستیل) پر قبضه کرلیا -

یه زمانه اگرچه انساني جذبات کي شورش و طوائف الملوکي کا ایک هیجاني دور تها اور ایک عهد کے اختتام کے بعد اور دوسرے کے آغاز سے پہلے ایسا هونا ضروري هے ' تاهم ایک جمعیة وطنیه موجود تهي جو اسوقت تمام اعمال و امور انقلاب کي حکومت اپنے هاتهوں میں رکهتي تهي ' اور یه برابر قائم رهي ' تاآنکه سنه ۱۷۹۱ - میں اس نے فرانس کے پہلے دستور کا اعلان عام کیا -

یه جمعیة انقلاب سے پہلے ۱۷ - جون سنه ۱۷۸۹ - کو قائم هوي تهي اور تمام دور انقلاب اسي کے زیر حکومت رها -

(واقعۂ باستیل) کے بعد ۴ - اگست کي شب کو جمعیة نے اپنا مشهور "منشور انقلاب" شایع کیا تها جس نے تاریخ میں اولین "فرمان حریة" کے لقب سے جگه پالي هے - اسمیں انقلاب کي تکمیل کا اعلان تها اور دنیا کو بشارت دي گئي تهي که وه شاهد حریة جو اپني رونمائي میں انساني خون اور لاش کي پہلي قرباني قبول کرچکي هے ' اب وقت آگیا هے که برقعه الٹ دے اور دنیا کے سامنے اپنا نظارۂ امن عام کردے !

منشور میں سب سے پہلے نظام حکومة قدیمه کي بعض بتلائي تهیں ' پهر مقصد انقلاب کی تصریح کی تهي ' اخر میں اعلان عام تها که پچهلے عهد کے تمام اعمال و اثار اینده کے لیے کالعدم قرار دیے جاتے هیں -

اس منشور میں لکها تها که قدیم نظام حکومت کا سب سے بڑا عذاب انسانیت پر یه تها که پادشاه کا تسلط جزو کل پر حاوي تها - اور اسکو " رئیس مطلق " کی حیثیت بغیر کسي مراقبۂ و مسئولیت کے حاصل تهی -

پهر اسکے بعد اینده حالت کي الفاظ ذیل میں تصریح کي تهي :

" جمعیة وطنیه نے جو کچهه کیا هے ' اسکا خلاصه یه هے که اس نے حکومت مطلقه سے پادشاه کو محروم کردیا ' وه ملک و امت کو اسکا مستحق قرار دیتي هے -

آج کے دن سے حکومة مطلقه منهدم هوگئی ' اور اهل وطن میں باهم امتیاز و فضیلت کا دور ختم هوگیا - اب ملک پادشاه سے ' اور وطنیة عدم مساوات سے آزاد هے !

جمعیة وطنیه گزشته زمانے کے ان تمام اثار و اعمال کو کالعدم قرار دیتي هے جنکي وجه سے حریت و مساوات اور حقوق عامه کو ایک ادنے سے ضرر کا بهي احتمال هے -

اب نه ارباب عزو دولت کیلیے کوئي امتیاز باقي رها ' نه زمینداروں کیلیے حق فضیلت و استیلا - وراثت سے کوئي حق پیدا نہیں هوتا ' اور نه طبقات و مدارج کا اختلاف کوي شے هے - تمام القاب و خطابات جو کل تک لوگوں کو حاصل تهے ' آج کے دن سے یقین کرلیا جاے که بالکل بیکار و کالعدم هوگئے هیں -

محض وراثت کي بنا پر کسي کو حکومت سے وظیفه نہیں ملسکتا - کسي جماعت کو یا کسي فرد واحد کو ایک ادنے سا بهی امتیاز ان قوانین عامه سے بري هونے کا نہیں جو هر فرانسیسی پر نافذ هونگے "

(۵)

مبادي حریة

لیکن اب تک نظام حکومت کا کوئي قانون مرتب نہیں هوا تها - ایک مجلس تشریع (واضع قوانین) قائم کي گئي تهي ' تاکه فرانس کا دستور مرتب کرے - اس مجلس نے وضع قوانین سے پہلے بطور مبادي دستور و حریت کے چند دفعات مرتب کیں ' اور انهي کو تمام نظامات و قوانین کا اساس و اصل الاصول قرار دیا -

یه مبادي حریت ایک اعلان کي صورت میں قلمبند کیے گئے تهے اور سنه ۱۷۷۹ - میں چهپکر جمعیة کي طرف سے شایع هوے تهے -

حقوق انساني کا یورپ میں اعلان

ان مبادیات کا خلاصه یه تها :

" انسان ازاد پیدا هوتا هے اور ازادي هي کیلیے زنده رهتا هے - تمام انسان بلحاظ حقوق مساوي هیں -

حقوق طبیعي پانچ هیں : حریت ' تملک ' امن ' مقاومة -

(حریت) کے معنی یہ ہیں کہ انسان کو قدرت حاصل ہو کہ ہر اُس کام کو کرسکے ' جسے بغیر کسی دوسرے کو نقصان پہنچائے وہ کرسکتا ہے -

(تملک) سے مقصود اپنی ملکیت صحیح و قانونی کے قبض و تصرف کے کامل حق کا ملنا ہے - یعنی ہر شخص اپنی املاک کا مالک ہو اور کوئی اس سے چھین نہ سکے -

(امن) سے مقصود یہ ہے کہ ہر شخص اپنی جگہ پر محفوظ و بے خطر ہو اور صرف قانون کی خلاف ورزی ہی کی ایک صورت ایسی ہو' جو اسکے امن میں خلل ڈال سکے -

(مقاومۃ) سے مقصود جور و ظلم اور حملۂ و اقدام مجرمانہ کی مقاومت ہے - یعنی ہر شخص اپنی حفاظت کے وسائل اختیار کرنے کی قدرت رکھتا ہو' ظلم و جور کے خلاف احتجاج (پروٹسٹ) کرسکے -

قانون ارادۂ عامہ کا مظہر ہے - پس ہر وطنی کو حق ہو کہ وہ ذاتی طور پر یا بتوسط وکلا مجلس اعلی (سینٹ) میں شرکت کرسکے -

ہر وطنی بلحاظ وطنی ہونے کے یکساں حکم سے موثر ہو - اس بنا پر ہر شخص کیلیے ممکن ہو کہ وہ بڑے سے بڑے عہدے کو اور اعلی سے علی وظیفہ کو حسب اقتدار و اہلیت حاصل کرسکے -

کسی انسان کیلیے کسی حالت میں جائز نہو کہ وہ کسی انسان کو قید کرسکے یا اور کوئی ایسا ہی سلوک کرسکے - الا انہی صورتوں میں' جو قانون نے مقرر کردی ہوں ' اور اسی طریقہ پر' جو اُس نے قرار دیدیا ہو - کسی شخص کیلیے جائز نہیں کہ وہ کسی دوسرے کو اپنی راے کے اظہار سے روکے ' اگرچہ وہ دینی ہو اور عام اعتقادات دینیہ کے مخالف - البتہ اُس صورت میں اسکا اظہار روکا جاسکتا ہے جبکہ وہ قانون کے لحاظ سے امن عامہ کیلیے مضر ہو -

ہر وطنی کو پورا حق حاصل ہے کہ اپنی راے و فکر کے مطابق گفتگو کرے اور لکھے پڑھے ' یا چھاپ کر شائع کرے -

اسی طرح ہر وطنی کو حق توزیع و اشاعت حاصل ہے -

" حق تملک " ایک مقدس حق ہے - کسی شخص کی طاقت نہیں کہ کسی کی ملکیت اس سے چھین سکے - البتہ مصالح عامہ سب پر مقدم ہیں - لیکن اسکے لیے بھی جب تک قانونی صورت نہو' کوئی شخص اپنی ملکیت سے دست بردار ہونے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا -

موجودہ تحریک انقلاب کے مبادی مقاصد میں سے ہے کہ " حق حکم و تسلط " اشخاص کو نہیں بلکہ امت اور ملک کو حاصل ہو - جمیع ابناء وطن اپنے تمام حقوق میں مساوی ہوجائیں ' حریت سے متمتع ہوں اور ہر طرح مامون و مصئون رہیں - پس امت فرنساوی کا شعار وطنی حریت ' مساوات ' اور اخوت قرار پایا ہے "

یہ ایک حقیقت ہے کہ یورپ کی موجودہ جمہوریت کا مبدء سعادت مجلس تشریع فرانس کا یہی اعلان تھا - تاریخ نے اسے " اعلان حقوق الانسان " کے لقب محترم سے محفوظ رکھا ہے اور ہمیشہ محفوظ رکھیگی -

(٦)

ہم نے اس حصۂ بیان کو اسلیے کسی قدر طول دیا ' تاکہ انقلاب فرانس کی انتہائی حد حریۃ و جمہوریت سامنے آجاے - نیز اندازہ کیا جاسکے کہ یورپ کی موجودہ جمہوریت کے خلاصۂ امور و مبادی نظام و اساس کیا کیا ہیں ؟

یہ انقلاب فرانس کے تلاش حریت و مساوات اور جدوجہد حقوق انسانی کی انتہائی سرحد تھی - یہی مبادی حریت ہیں

جنکو انسانی آزادی کے سب سے آخری سوال کے جواب میں آج یورپ بتلا سکتا ہے -

اس اعلان مبادی حریت میں بھی دراصل وہی ایک اصل اصول حریت اُسکی ہر دفعہ کے اندر موجود ہے' جسکی طرف گذشتہ نمبر میں ہم اشارہ کرچکے ہیں - تمام دفعات کا اگر خلاصہ ایک جملہ میں کرنا چاہیں تو صرف یہی ہوگا کہ " السلطۃ للامۃ " یعنی حق حکم و تسلط صرف اُمت ہی کیلیے ہے -

چنانچہ اسکے بعد یہی اصل اصول فرانس کی تمام دستوری اور جمہوری جماعات کے پیش نظر رہا - انقلاب سے پہلے فرانس میں پارلیمنٹری حکومت موجود تھی لیکن شاہی حقوق و تسلط اور کلیسا کا عالمگیر استبداد اسدرجہ قوی تھا کہ دراصل ایک شخصی تخت شاہنشاہی حکومت مقیدہ کے نام سے حکمرانی کر رہا تھا -

انقلاب کے بعد رجال انقلاب میں تفریق ہوگئی - ایک گروہ ملوکی مگر دستوری و مقید حکومت قائم کرنا چاہتا تھا - گروہ غالب یہی تھا اور اسکے سامنے انگلستان کے دستور کا نمونہ تھا - دوسرا گروہ خالص جمہوری حکومت کے نظام بناتا تھا - یہ جماعت اگرچہ قلیل تھی مگر عوام اور کاشتکاروں پر اسکا اثر جاری تھا - ١٠ - اگست سنہ ١٧٩٢ - کو اس جماعت نے پیرس کے دیہاتیوں سے شورش کرا کے مجلس کو مجبور کیا کہ وہ ایک ایسے نئے دستور کا اعلان کردے ' جو پادشاہ کے وجود سے بالکل مستغنی ہو -

اس غرض سے ایک نئی مجلس کا انتخاب ہوا - منتخبہ مجلس نے ایک سب کمیٹی قائم کی جسکے اکثر اعضاء ' مشہور انقلابی مصنف ' جان روسو Roussedu (١) کے شاگرد تھے - انہوں نے اسی اصل اصول کو تمام نظام و قوانین کا محور قرار دیا کہ " السلطۃ للشعب وحدہ " حکم و تسلط صرف قوم ہی کیلیے ہے - اور ایک نیا نظام مرتب کیا جو ملکیۃ (شاہی شرکت) سے بالکل خالی تھا - یہ نظام تاریخ انقلاب میں " دستور سنہ : ١٧٩٣ " کے لقب سے مشہور ہے -

لیکن دوسرے سال یہ دستور بھی قائم نہ رہا - یہ دور انقلاب درحقیقت انسانی جذبات کی شورش' اذہان کی طوائف الملوکی' اور طبیعت انسانی کے مطالبات مفرطہ کا ایک ہیجانی دور تھا - فرانسیسی قوم جو مدت سے معطل تھی ' سونچ سکتی تھی مگر کچھ کر نہیں سکتی تھی - لوگوں کی مثال (بقول وکٹر ہیوگو victor Hugo) " بالکل اُن قیدیوں کی سی ہوگئی تھی ' جو مدۃ العمر قید خانے میں رہکر آزاد ہوے ہوں اور جیل کے احاطے سے نکلکر جب آسمان کی کھلی فضا کے نیچے پہنچیں تو حیران ہوکر رہجائیں کہ اب اُنہیں کیا کرنا چاہیے ؟ "

یہ حالت قدرتی ہے اور ہمیشہ ایک دور کے اختتام اور دوسرے کے آغاز کا درمیانی حصہ دنیا کے ایسی ہی حالتوں میں کاٹتا ہے -

---

(١) جان جاک روسو مشہور فرانسیسی مصنف اور انقلاب فرانس کے محرکین اولین میں سے ہے - سنہ ١٧٥٦ - میں اس نے اپنے افکار سیاسیہ ایک کتاب کی صورت میں شائع کیے - اسمیں ہر طرح کے استبداد دینی و ملوکی کو ظلم و معصیت بتلایا تھا اور جمہوری حکومت کی اہل فرانس کو ترغیب دی تھی - جمہوری حکومت کے اُس نے متعدد نظام مرتب کیے تھے ' اور سب کا اولین اصول قوم کے تمام طبقات و جماعات میں مساوات قرار دیا تھا - سنہ ١٧١٢ - میں پیدا ہوا اور سنہ ١٧٦٦ - میں بعالم دیوانگی وفات پائی - نغمات موسیقیہ کو بصورت ارقام و خطوط مدون کرنے کا وہی موجد ہے -

فرانس بھی اسی میں مبتلا تھا ۔ دستور مرتب ہوتے تھے اور پھر نئے دستور کا مطالبہ کیا جاتا تھا ۔ حکومتیں تعمیر کی جاتی تھیں اور پھر ڈھالی جاتی تھیں ۔ سنہ ۱۷۹۵ ۔ میں نئے دستور کا اعلان ہوا اور سنہ ۱۷۹۹ تک قائم رہا ۔ اسی اثنا میں فرانس اور یورپ میں جنگ شروع ہوگئی جسکی بناء معرکہ در اصل فرانس کا انقلاب حکومت ہی تھا ۔ اس بیرونی مصروفیت سے اندرونی نزاعات کی قوت معاً گھٹ گئی ۔ یہاں تک کہ حالات نے ایک دوسرے انقلاب کا صفحہ الٹا اور ملوکیت جو فرانس سے چلی گئی تھی ' پھر دوبارہ بلالی گئی ۔

اب تک سر رشتۂ حکومت ڈائرکٹروں کی ایک جماعت کے ہاتھ میں تھا اور مختلف اداری و تشریعی ' اور نیابی و انتخابی مجالس قائم تھیں ۔ اب انھوں نے دیکھا کہ زیادہ عرصے تک حکومت اپنے قبضے میں نہ رکھہ سکیں گے ۔ وضع ملکی کو کسی نہ کسی طرح جنگی مہلت سے فائدہ اٹھا کر بدل دینا چاہیے ۔ اسی سیاست کا نتیجہ وہ انقلاب ثانی تھا ' جو ۱۸ ۔ نومبر سنہ ۱۷۹۹ ۔ کو وقوع میں آیا ' اور مشہور فاتح یورپ : (نپولین بونا پارٹ) کی اعانت سے پانچ سو نائبین ملک کی مجلس فوجی قوت سے توڑ دی گئی ' اور اس طرح عہد (کرامویل) کی تاریخ انگلستان کا پھر اعادہ ہوا ' جس نے شخصیت کو شکست دیکر ' پھر خود اپنی شخصیت سے ملک کی جمہوریت کو شکست دی تھی !

اب ایک نئی مجلس اس غرض سے منتخب کی گئی کہ نئے نظام و دستور کو مرتب کرے ۔ چنانچہ آٹھویں سال انقلاب کا دستور شائع کیا گیا ۔ یہ دستور فی الحقیقت (بونا پارٹ) کا گھڑا ہوا ایک کھلونا تھا ' جو فرانس کو بہلاے رکھنے کیلیے بنایا گیا تھا ۔ بظاہر ایک جمہوریت قائم کی گئی جسمیں دستور جمہوری کے تمام اعضاء و جوارح موجود تھے ' مگر دماغ کی جگہ ایک قنصل کا عہدہ قائم کیا گیا جو بیس برس کیلیے نامزد کیا جائیگا اور جو جمہوریت کی طرف سے فرانس پر حکومت کریگا ۔ تمام عمال کا تعین ' تمام فوج کی قیادت ' صلح و جنگ کا اختیار ' تمام اداری و تنفیذی قوی کا سر رشتۂ آخری ' اسکے سپرد کر دیا گیا ۔ اسکی معاونت کیلیے دو نائب بھی رکھے گئے مگر فی الحقیقت وہ اپنے تمام کاموں میں ایک خود مختار حکمراں اور شہنشاہ مطلق تھا ۔

اس جمہوری شہنشاہی کے تخت پر (نپولین بونا پارٹ) متمکن ہوا ۔

(۷)

یہ سب کچھہ ہوا لیکن انقلاب فرانس اپنا کام پورا کر چکا تھا ۔ فرانس پر یہ دور بھی گذر گیا ۔ اسکے بعد ملوکیۃ و مطلق العنانی کا ایک نیا دور شروع ہوا ۔ تمام یورپ میں ' نظام مقیدہ کی حکومت داخل ہوئی ۔ فرانس میں بھی انگریزی نظام دستوری قائم کیا گیا ۔ با ایں ہمہ آخر میں فتح جمہوریت ہی کو ہوئی اور وہی انقلاب فرانس کا قائم کردہ اصل اصول بغیر کسی تغیر کے تمام قوانین کا بنیاد قرار پایا کہ " السلطۃ للشعب وحدہ ! "

یورپ کے دیگر حصص میں اگرچہ اس انقلاب کا اثر ملوکیۃ مقیدہ سے آگے نہ بڑھا ' مگر فی الحقیقت ہر دستور و نظام حکومت میں بصور مختلفہ یہی اصل الاصول کام کر رہا ہے ۔

(تنبیہ)

اس مضمون میں جا بجا حکومت مقیدہ ' ملوکیہ ' دستوری ' وغیرہ کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں ۔ حکومت " مقیدہ " سے مقصود وہ نظام حکومت ہے جسمیں گو پادشاہ کے حقوق و تسلط حکم کو برقرار رکھا گیا ہو ' لیکن قانون و آئین کی پابندی کے ساتھہ حکومت کی جاے ۔ " ملوکیۂ مقیدہ " سے بھی وہی مقصود ہے ۔ " دستوری " سے مقصود پارلیمنٹری حکومت ہے ۔ جسمیں پادشاہ قانون و جماعت کے ماتحت ہو ' اور یہ " نظام انگریزی " کے لقب سے مشہور ہے ۔ صرف " ملکیہ " سے مراد حکم مطلق یا شخصی حکومت ہے ۔ " جمہوری " نظام حکومت پادشاہ کے وجود سے بالکل خالی ہوتا ہے ۔ حکومت صرف ملک کی اکثریۃ کرتی ہے اور نظم اداری کیلیے ایک شخص باسم صدر منتخب کرلیا جاتا ہے ۔ یہی طرز حکومت آجکل امریکہ اور فرانس اور بعض چھوٹی چھوٹی جمہوریتوں کا ہے ۔

اجکل کی اصطلاح کے مطابق اسلام ملکیۃ مقیدہ یا نظام دستوری انگلستان کے مطابق حکومت قرار نہیں دیتا جیسا کہ غلطی سے بعض لوگ سمجھتے ہیں ' بلکہ اسکا نظام خالص جمہوری اور شائبہ تشخص و ملکیۃ سے کلیۃ پاک ہے ۔ کما سیأتی انشاء اللہ تعالی ۔

مکتوب آستانۂ علیہ

الہلال ایڈریا نوپل میں

مولانا دام مجدکم ! آپ ہندوستان میں بیٹھے اپنے قلم و زبان اور علم و فضل کو وقف راہ ملت کر رہے ہیں لیکن آپکو معلوم نہیں کہ جو حروف آپکے قلم سے نکلتے ہیں ' انکے نقوش کہاں کہاں اور کن کن کے دلوں میں اپنا گھر بناتے ہیں ؟

۹ ۔ مئی سنہ رواں کے الہلال میں بعنوان " صفحۃ من تاریخ الحرب " ایک عجیب و غریب سلسلہ مضامین چھپا ہے ۔ جسمیں دنیا کی بعض مشہور مدافع قوموں کے جانفروشانہ عزائم و اعمال کا حال لکھا ہے ۔ یہاں (قسطنطنیہ میں) اب سے ۲۰ ۔ روز قبل وہ ایک جماعت کے مطالعہ میں آیا اور اس نے پورے مضمون کا ترکی میں ترجمہ کرکے متعدد اخبارات میں شائع کر دیا ۔ جو آپکی نظر سے گذر چکے ہونگے ۔ نیز انہیں بعینسہ اڈریا نوپل ایک ایسے بزرگ شخص کے پاس بھیجا ' جس نے اپنی ہستی خدمت ملت و اسلام کیلیے نذر کردی ہے ۔ اور جس سے آپ بخوبی واقف ہیں.........

کسقدر خوشی اور ناز کی بات ہے کہ اڈریا نوپل میں یہ مضمون صرف پڑھا ہی نہیں گیا اور اسکے سحرکار اور شعلہ افروز افکار نے دلوں کو مسخر ہی نہیں کیا ' بلکہ اسپر پورا پورا عمل بھی کیا گیا ۔ اور آج پندرہ دن سے اڈریا نوپل اور قرق کلیسا کی تمام مسلم آبادی کیا مرد کیا عورت ' بلا لحاظ سن وسال قلعے اور مورچے طیار کر رہی ہے ' اور جو تصویر آپنے اہل قرطاجنہ کے دفاع کی کھینچی تھی ' وہ اسکی در و دیوار کے نیچے بعینسہ نظر آ رہی ہے !!

وثوق کے ساتھہ بیان کیا گیا ہے ۔ کہ ۲۲ ۔ ہزار آدمیوں کی رات دن کی محنت کی بدولت اسوقت اڈریا نوپل سابق سے چہار چند مستحکم اور مدافعت کے قابل ہوگیا ہے !

خدا آپ کو اس عظیم الاثر اسلامی خدمت کا اجر عطا فرماے ۔ یہاں کے تمام سر برا وردہ حلقے الہلال کے تذکرے سے معمور ہیں ۔

۲۸ ۔ رمضان المبارک

Imperial Fabrique de Heriki (Turkey)

ہرکہ ۔ فابریقۂ ہمایونی

ادبیات

نظام حکومة اسلامیه

مساوات اسلامي

(بدر) میں معرکہ آرا جو ہوا لشکر کفر * (عتبہ ابن ربیعہ) تھا امیر العسکر
سب سے پہلے وہي میداں میں بڑھا تیغ بکف ' * ساتھہ اک بھائي تھا ' اور بھائي کے پہلو میں پسر
اس طرح اُس نے مبازر طلبي کي پہلے: * " مرد میداں کوئي تم میں ہو تو نکلے باہر "
سنکے یہ لشکر اسلام سے نکلے پیہم * تین جانباز کہ اک ایک تھا اوسکا ہمسر
سامنے آئے جو یہ لوگ تو (عتبہ) نے کہا : * " کس قبیلہ سے ہو ؟ کیا ہے نسب جد و پدر ؟ "
بولے : " ہم وہ ہیں کہ ہے نام ہمارا انصار * ہم میں شیدائي اسلام ہے ہر فرد بشر
جاں نثاران رسول عربي ہیں ہم لوگ * اک اشارہ ہو تو ہم کاٹ کے رکھدیتے ہیں سر
بولا (عتبہ) کہ " بجا کہتے ہو جو کہتے ہو * مگر افسوس کہ مغرور ہے اولاد صفر
تم سے لڑنا تو ہمارے لیے ہے مایۂ عار * کہ نہیں تیغ قریشي کے سزاوار ' یہ سر "
کہہ کے یہ اوسنے کیا سرور عالم سے خطاب : * " اے محمد ! یہ نہیں شیوۂ ارباب ہنر
جنگ نا جنس سے معذور ہیں ہم آل قریش ' * بھیج اونکو ' جو ہوں رتبہ میں ہمارے ہمسر
آپ کے حکم سے انصار پھر آے صف میں ' * حمزہ و حیدر کرار نے لي تیغ و سپر
ان سے (عتبہ) نے جو پوچھا نسب و نام و نشاں * بولے یہ لوگ کہ " ہاشم کے ہیں ہم لخت جگر "
بولا (عتبہ) کہ " نہیں جنگ سے اب ہمکو گریز * آؤ ' اب تیغ قریشي کے دکھائیں جوہر "

* * *

یا یہ حالت تھي کہ تلوار بھي تھي طالب کفو * یا مساوات کا اسلام کے پھیلا یہ اثر :
بارگاہ نبوي کے جو موذن تھے (بلال) * کرچکے تھے جو غلامي میں کئي سال بسر
جب یہ چاہا کہ کریں عقد مدینہ میں کہیں * جا کے انصار و مہاجر سے کہا یہ کھل کر :
" میں غلام حبشي ' اور حبشي زادہ بھي ہوں ' * یہ بھي سن لو کہ مرے پاس نہیں دولت و زر
ان فضائل پہ مجھے خواہش تزویج بھي ہے ' * ہے کوئي ' جس کو نہ ہو میري قرابت سے حذر ؟ "
گردنیں جھک کے یہ کہتي تھیں کہ " دل سے منظور " * جس طرف اُس حبشي زادہ کي اوٹھتي تھي نظر !!

* * *

عہد فاروق میں جس دن کہ ہوئي اونکي وفات ' * یہ کہا حضرت (فاروق) نے با دیدۂ تر :
" اُٹھہ گیا آج زمانے سے ہمارا آقا ! * اُٹھہ گیا آج نقیب حشم پیغمبر ! "

* * *

اس مساوات پہ ہے معشر اسلام کو ناز * نہ کہ یورپ کي مساوات کہ ظلم اکبر !

(شبلي نعماني)

کشاکش حریة و استبداد !

(رعب) وقف کشمکش ہوں ' کیا کہوں کیا چپ رہوں ؟ * دلربا کہتا ہوں میں جسکو وہي جلاد ہے
ایک جانب مقتضائے جوش غم ' شور آفرین * اک طرف خوف ستمگر مانع فریاد ہے
ایک حکم اُسکا ' کہ عذر نا تواني کا حریف ' * ایک آزادي مري ' جو نذر استبداد ہے !

(رعب لکھنوي)

مقالات

تاریخ اسلام کا ایک غیر معروف صفحہ

حبش میں ایک اسلامی حکومت !

آٹھوین صدي هجري کے چند مجاهدین

دعــوت اســلام

همارے ان دشمنوں نے جنکي بساط هستي کا ایک گوشہ بهي داغ خونریزي سے خالي نہیں' همکو همیشه طعنه دیا هے که نخل اسلام صرف تلوار هي کي دهوپ' اور صرف قهر و اکراه هي کي فضا میں پرورش پاتا هے' لیکن تاریخ نے هر موقع پر گواهي دي هے که نشر دعوت اسلامي کا سبب قهر و اکراه نہیں بلکه صرف رضا و صلح' حسن اخلاق' اور اسوهٔ حسنهٔ مسلمین مخلصین رها هے -

نصاراے حبش اور مسلمانوں کے درمیان سیکڑوں معرکے پیش آئے' اور اکثروں میں مسلمانوں نے دشمنوں کے اجسام کو اطاعت سیاست اسلامیه پر مجبور کیا' لیکن دلوں کو قبول دین اسلام پر کب اور کہاں مجبور کیا ؟ هاں هر موقع پر اسلام کے معجزهٔ اخلاق و خدا پرستي کي ایک تلوار چمکتي تهي' جو رسوم و عقائد فاسده کے حصار سے گذر کر قلوب و ارواح کو مسخر کر لیتي تهي !

چنانچه گذشته نمبر کے خاتمے میں تم پڑه چکے هو که دس هزار حبشي نصرانیوں نے کس تلوار کي زور سے اسلام کے آگے سر اطاعت خم کیا ؟ یقیناً وه فولاد کي تلوار نه تهي بلکه اخلاق اسلامي کا وه حربهٔ امن و زندگي تها' جس نے هر زمانے اور هر دور میں اپنے جوهر دکهاے' اور آج بهي الحمد الله که زنگ آلود نہیں هے !

افریقه اور شمالي نائجریا میں آج جس سرعت سے اسلام خود بخود پهیل رها هے' اسکي روئدادوں نے مسیحي مشنوں کي عمارتوں کو ماتم کده بنا دیا هے' لیکن دنیا دیکهه رهي هے که یه تلوار کي کاٹ نہیں هے - کیونکه تلوار کا قبضه تو اب همارے هاتهه سے نکلکر غیروں کے هاتهه چلا گیا هے' اور هماري گردنیں انکے اگے رکهدي گئي هیں -

سلطان منصـــور کي گرفتـــاري

سلطان منصور هزاروں مفتوح قلوب و اجسام کي جمعیت کے ساتهه دس دن تک دشمنوں کے انتظار میں سر میدان پڑا رها - "حطي" کو اس هزیمت کي جب خبر هوئي تو بے شمار فوج و سامان کے ساتهه سلطان کے مقابله کو نکلا - ظاهر هے که مسلمانوں میں اس جمعیت عظیمه کي مقاومت کي تاب نه تهي' تاهم آخر تک استقلال سے کهڑے رهے که فرار عن الزحف شریعت اسلامیه میں کفر هے - دس مسلمان سرداروں نے جان نثاري اسلام کا حق ادا کیا' بالاخر سلطان منصور اور امیر محمد دشمنوں کے هاتهه گرفتار هو گئے اور اسوقت تک آزاد نهوے جب تک که انکي روح زندان جسم سے آزاد نهوئي -

یه واقعه سنه ۸۲۸ - هجري کا هے' سلطان منصور کو صرف ۲ - برس حکومت کا موقع ملا -

سلطـــان جمـــال الـــدین

کسي قوم کے خدا کي نظروں میں محبوب هونے کي سب سے بڑي علامت یه هوتي هے که اوسکي خاک افراد عالیه اور اعاظم رجال کي پیدائش سے همیشه اپني نسل عظمت کو باقي رکهتي هے - آج هماري مصیبت عظمی یهي هے که اشخاص و رجال کي پیداوار هم میں کم هوگئي - هماري بزم سے جو فرد اٹهتا هے' اپني جگهه خالي چهوڑ جاتا هے - پس اوس دن پر افسوس' اگر وه دن هماري بد قسمتي سے آنے والا هي هو' جب هماري مجلس کا هر گوشه بیٹهنے والوں سے خالي هوگا ! !

اب ان ایام نحس وشوم میں' اون روز هاے میمون و مسعود کي یاد کیا کیجیے' جب که اسلام کا گوشه گوشه اس شعر کي صداقت سے معمور تها :

اذا مات منا سید' قام سید قؤول لما قال الکرام فعول !

(هم وه هیں که جب همارا ایک سردار هم میں سے اٹهه جاتا هے تو دوسرا کهڑا هو جاتا هے - اور پهر وه وهي کهتا هے جو بزرگوں نے کہا تها' اور وهي کرتا هے جو بزرگوں نے کیا تها)

نواں صدي همارے تخم اقبال کیلیے کوئي اچها موسم نه تها' تاهم زمین میں پیداوار کي قوت ابهي باقي تهي - سلطان منصور کے بعد اوسکا دوسرا بهائي سلطان جمال الدین حکومة اسلامیهٔ حبش کا فرمانروا هوا - وه اپنے اعمال جلیله کے لحاظ سے اون سلاطین اسلام میں جگه پانیکے لائق هے' جن پر تاریخ عالم ناز کرتي هے -

هر عهد انقلاب ملکي کشمکشوں کا موسم هوتا هے - بربر کي قوم جو اب تک حکومت اسلامیه کے ما تحت تهي' اب آماده بغاوت هوگئي - (حرب جوش) ایک نو مسلم حبشي سردار اوسکي تادیب کي غرض سے روانه هوا -

صلـــح' جنـــگ' اور عفـــو !

حسب آئین اسلام :

و ان طائفتان من المومنین اقتتلوا' فاصلحوا بینهما (۴۹ : ۹)	اگر مسلمانوں کي دو جماعتیں آماده جنگ هوں تو اون دونوں میں صلح کرا دو -

(حرب جوش) نے پہلے شرائط صلح پیش کیے' لیکن بربري اپني خباثت و بغاوت پر قائم رهے - (حرب جوش) نے اسکے بعد کي دوسري آیت کي تعمیل کي - یعني :

فان بغت احدا هما علی الاخری' فقاتلوا التي تبغي حتی یفيء الی امــر الله (۴۹ : ۹)	اگر ان دوں جماعتوں میں سے ایک اپني سرکشي پر اڑي رهي تو اوس سے اُس وقت تک جنگ کرو جب تک که وه فرمان الهي کے طرف رجوع نه کرے -

اب بربریوں کو هوش آیا اور آواز صلح بلند کیا - پس (حرب جوش) نے تیسري آیت کریمه پر عمل کیا :

فان فاءت فاصلحوا بينهما بالعدل واقسطوا ' ان الله يحب المقسطين { ۴۹ : ۱۰)

جب وہ باغي جماعت فرمان الهي کے طرف رجوع کرے تو پھر باهم عدل و انصاف سے صلح کرا دو ! الله صلح کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے -

(حرب جوش) نے اس مہم سے فارغ ہوکر (حطي) کي طرف رخ کیا اور اوسکو شکست دي - (حطي) نے پھر ایک بڑي فوج جمع کي اور (جدایہ) میں آکر خیمہ زن ہوا - سلطان خود اُسکے مقابلہ کو نکلا ۔ اور مظفر و منصور واپس آیا ' اسپر (حطي) نے مسلمانوں سے آخري انتقام لینے کي کوشش کي اور عزم کرلیا کہ اس فتح کے بعد ملک حبش کے کسي گوشہ میں بھي کوئي کلمہ گوے اسلام زندہ نہ رہنے پاے ۔

سلطان نے بھي فوج کے اجتماع و اهتمام میں پوري قوت صرف کي اور آخر وہ ساعت آپہنچي جب کفر و اسلام کي دو قوتیں باهم ٹکرا گگئیں - کامل تین مہینے تک اسلام کي تلوار برق بن بنکر ظلمت کفر کے بادل میں چمکتي رهي - تیسرے مہینے پردۂ ابر چاک ہوا تو نظر آیا کہ حبشان کي اقلیم اسود' مقتولین کے خون سے یکسر سرخ ہے ' (حطي) جان لیکر بھاگ گیا ہے ' اور مسلمان مال غنیمت کے خزانوں کو باهم تقسیم کر رہے ہیں ! !

اسکے بعد سلطان نے ایک دوسرے انقطاعي معرکہ کي طیاریاں شروع کیں اور عسا کر اسلام کي ایک ایسي جماعت کے ساتھہ' جس سے بڑي کوئي جمیعت حبش میں علم اسلامي نے کبھي جمع نہ کي تھي ' روانہ ہوگیا ۔

(حطي) مقابلہ سے عاجز تھا - پانچ مہینے تک شہر بہ شہر آوارہ پھرتا رہا - سلطان اوسکے پیچھے پیچھے تھا - بالاخر سلطان مظفر و منصور غنائم کثیر کے ساتھہ دارالخلافت کي طرف مراجعت فرما ہوا -

اسکے بعد بھي ایک اور معرکۂ شدید و صعب پیش آیا ۔ مسلمانوں نے ۲۰ - دن کي مسافت طے کرکے دھاوا کیا - غنیم کي فوج تازہ دم تھي ' اور دونوں طرف جمیعت عظیمہ صف آرا ' تاهم مسلمانوں نے هزیمت نہ اٹھائي ' اور هر فریق دوسرے فریق کا بازو دبا کر ہٹ گیا -

سلطان کي شہادت

خانداني مناقشات قدیم حکومتوں کا جزو لاینفک ہیں - سلطان جمال الدین گھر سے باهر دشمنوں سے هنگامہ آرا تھا اور گھر میں اوسکے عم زاد بھائي اسکے لیے سازشوں کا دام بچھا رہے تھے ! چنانچہ افسوس کہ سنہ ۸۳۵ ۔ میں سات برس کي حکومت کے بعد بھائیوں کے هاتھہ سے شہید ہوا ' حالانکہ دشمنوں کي تلوار سے اسے کوئي خوف نہ تھا ! !

سلطان جمال الدین اپنے عہد میں جمال چہرۂ اسلام اور رونق مجلس ملت تھا - فتوحات کي کثرت اور رقبۂ حکومت کي وسعت میں اپنے پیشروؤں سے همیشہ اقدم اور علم و فضل کا همیشہ قدردان رہا - اوسکے دربار میں فقہا و علما کا مجمع رہتا تھا - عدل و انصاف میں وہ تعلیم اسلامي کا ایک صحیح اور کامل ترین نمونہ تھا -

مساوات اسلامي

ایک معدوم النظیر مثال

اوسکي زندگي کا ایک واقعہ بھولنے کے لائق نہیں - وہ عدل و مساوات اسلامي کي ایک مثال جلیل و عظیم ہے -

هم جب کہتے ہیں کہ اسلام کا نظام حکومت جمہوري ہے ' هم جب کہتے ہیں کہ مساوات بین الناس اصل نظام حکومت اسلامیہ ہے ' هم جب کہتے ہیں کہ عدل عمومي اساس بناے خلافت نبوي ہے ' تو اسپر مخالف کہتے ہیں کہ یہ متاع عزیز تمہاري دکان میں کہاں ؟ یہ مصنوعات و مخترعات تو یورپ کي نقل و محاکات ہیں - لیکن اے غریب مدنیۃ اسلامي ! اور اے ناآشناے حقیقت ملت حنیفہ ! تجھے کیا بتائیں کہ همارے امانت خانوں میں اس جنس کي کتني فراواني ہے ؟ مدینہ ' دمشق ' بغداد ' اور قرطبہ کے افسانے تجھے کب تک سنائیں ؟ اور دور خلافۃ اسلامیہ کا مرقع مقدس تیرے لیے کیونکر نظر افروز ہو ؟ دیکھہ ! وحشت زار افریقہ میں ' جسکا هر باشندہ بیسویں صدي کے یورپ کے نزدیک احقر خلق الله اور مستحق هر ذلت و لعنت ہے ' هم نے عدل و مساوات کي کیسي مثالیں پیش کي تھیں ؟

سنا ہوگا کہ امریکہ کے حبشیوں کو فرزندان تہذیب سپید نے تیل چھڑک اسلیے زندہ جلا دیا تھا کہ اوسکے ایک بھائي نے ایک یوروپین کو دنگل میں زیر کردیا تھا' خود افریقہ میں تم نے سنا ہوگا کہ یورپ کي ایک عظیم الشان اور مدعي تہذیب و مدنیت حکومت کے ایک بہت بڑے جنرل نے ' ایک بوسیدہ لاش کي هڈیوں کے مدفن کو اس جرم میں کھود ڈالا تھا کہ اوسنے اپنے وطن مقدس کي محافظت کي تھي !

لیکن اسي افریقہ کے ایک گوشے میں چار سو برس پیچھے چلو' هم تمھیں ایک دوسرا منظر دکھاتے ہیں -

سلطان جمال الدین کے ایک چھوٹے سے بچے نے کھیل میں اپنے ایک هم عمر لڑکے کا هاتھہ توڑ دیا - شہزادے کي شکایت ایک غریب لڑکے کے والدین کیا کرتے ؟ خاموش ہو رہے - اتفاقاً کچھہ دنوں کے بعد خود سلطان کو اسکي اطلاع ہوگئي - بر سر دربار شہزادے کو قصاص کیلیے طلب کیا - یہ کیا عجیب اور ما فوق العادہ منظر تھا ! سلطان باپ تخت پر متمکن تھا - مجرم فرزند سامنے کھڑا تھا ' غریب لڑکا اور اوسکے والدین دوسري جانب تھے - سلطان نے قصاص کا حکم خود اپني زبان سے دیا - امرا شفاعت و سفارش کیلیے اپني اپني جگہ سے اٹھے ' مگر اُس پیکر عدل نے صاف انکار کردیا - خود اولیاء مدعي نے شہزادے کي معافي کا باواز بلند اعلان کیا - اسپر بھي سلطان راضي نہوا - بالاخر دربار کو اس منظر کي تاب نہ رهي - هر طرف سے آواز گریہ و بکا بلند ہوگئي' سلطان سفارشوں کي صداؤں ' عفو و درگذر کي آوازوں ' اور گریہ و بکا کے شور میں زنجیر محبت پدري کو توڑ کر آگے بڑھا' اور خود اپنے هاتھہ سے قصاص لیا !!

کس کیلیے ؟ ایک غریب لڑکے کیلیے ! کس سے لیا ؟ اپنے جگر گوشے اور اپنے جان و دل سے عزیز تر محبوب فرزند سے لیا !!

آہ ! کوئي چیز اوسکو اداے فریضۂ مساوات اسلامي سے نہ روک سکي ! !

یورپ ! تو مساوات کا کس منہہ سے مدعي ہے ' جب ایک سڑک کي راستي و کجي تجکو رعایا کے خون سے زیادہ عزیز' اور ایک پورے ملک کي قیمت تیرے بازار مساوات میں ایک گورے انسان کے خون سے زیادہ گراں ہے ؟

شاهان حبش کي موت و انقلاب

(حطي) اسحاق بن داود بن سیف ارعد' سلطان جمال الدین کے عہد میں مرگیا - یہ واقعہ سنہ ۸۳۳ - کا ہے - اسکے بعد (اندر اوس بن اسحاق) بادشاہ ہوا - چار مہینے کے بعد یہ بھي مرگیا ۔ اسکي جگہ پر اسکا چچا (هربناي بن اسحاق) تخت نشین ہوا ! یہ بھي چلند مہینوں سے زیادہ زندہ نہ رہا - ان سب کے بعد اسحاق کا بیٹا (سلمون) بادشاہ ہوا اور آخر عہد تک قائم رہا -

سلطان شهاب الدین

سلطان جمال الدین کا جانشین سلطان کا بهائي (احمد بدلائي) الملقب بشهاب الدین هوا - اسنے اپنے بهالي کے قاتل سے قصاص لیا - همیشه سلطان شهید کے قدم بقدم چلا - عدل و انصاف کے ساتهه حکومت کي - اسکے عهد میں راستے مامون اور غله ارزاں رها - یه سلطان' مورخ (مقریزي) کے عهد میں (جو نویں صدي هجري کا مصنف هے) موجود تها - وہ خود موضع (دکر) میں تها اور اسکا بهائي خیر الدین صوبۂ (زکلاء) میں رهتا تها - شاهان حبش سے لڑائیاں بهي جاري تهیں -

خاتمه

خاتمه هر شے کا درد ناک هوتا هے اور خصوصاً فرزندان اسلام کا خاتمه ! هزار ساله حکومت کے بعد قواء اسلامیه هر جگه ضعیف تهے - (حطي) نے مسلمانوں کي حکومت کو سواحل تک محدود کردیا - مدت تک وہ اسپر قانع رهے' بالاخر ایک فرنگي درندہ جو دو سال سے صید طرابلس کي فکر میں هے' ناگهاں وهاں نمودار هو گیا' اور (زیلع) کے اکثر حصص کو اپنے پنجے میں لے لیا : اللهم مالک الملک ' توتي الملک من تشاء و تنزع الملک ممن تشاء' انک علی کل شی قدیر !

مضمون کا ماخذ

اس مضمون میں هم نے اپني عادت کے خلاف کتابوں کا حواله نهیں دیا - اسلیے که مضمون کا بڑا حصه در اصل ایک هي کتاب سے ماخوذ هے ' اور اسکے علاوہ مسلمانان حبشه کے حالات کیلیے اور کوئي معتبر ذریعه بهي نهیں - مشهور مورخ مصر (علامۂ مقریزي) نے ایک رساله صرف مسلمان شاهان حبش کے حالات میں لکها هے - اسکا نام : " الا لمام ' بمن في بلاد الحبشة من ملوک الا سلام" هے - اس مضمون کا ماخذ اصلي یهي تصنیف هے -

اسکے علاوہ جا بجا بعض مطالب دیگر مصنفات سے بهي ماخوذ هیں ' لیکن انکے لیے حوالے کي چنداں ضرورت نظر نه آئي - اردو میں پهلي دفعه یه حالات بیان کیے گئے هیں - امید که وسیلۂ موعظت و ذریعه عبرت و بصیرت هوں : و جاءک في هذہ الحق و موعظة و ذکری للمومنین (۱۱ : ۱۲۲)

ارادہ هے که اس سلسلے میں دیگر غیر معروف مقامات کے مسلمان حکمرانوں کے حالات کا بهي تفحص کریں اور انکے حالات مرتب هوکر شائع هوں - ارادوں کي وسعت کو کیا کیجیے که اسکي کوئي انتها هي نهیں - اصل شے توفیق کار هے اور وہ الله کے هاتهه هے -

---

لغات جدیدہ

مرافہ

مولانا السید سلیمان الزینبي

یعني : عربي زبان کے چار هزار جدید' علمي ' سیاسي ' تجارتي ' اخباري اور ادبي الفاظ اصطلاحات کي محقق و مشرح ڈکشنري ' جسکی اعانت سے مصر و شام کي جدید علمي تصنیفات و رسائل نهایت آساني سے سمجهه میں آسکتے هیں ' اور نیز الهلال جن جدید عربي اصطلاحات و الفاظ کا استعمال کبهي کبهي کرتا هے ' وہ بهي اس لغت میں مع تشریح و اصل ماخذ موجود هیں - قیمت طبع اعلی ۱ - روپیه ۴ آنه - طبع عام ۱ - روپیه - درخواست خریداري اس پته سے کي جاے :

منیجر المعین ندوہ ' لکهنو -

تاریخ حیات اسلامیه

الهلال اور پریس ایکٹ

همت بلند دار که مردان روزگار
از همت بلند بجائے رسیدہ اند

استعینوا بالصبر و الصلوة !

فخر قوم ' هادي ملت ' السلام علیکم و رحمته الله و برکاته ' آج ابهي ابهي همدرد ملا ' اور سب سے پہلے اسکے ضمیمه پر نظر پڑي جسمیں اول سرخي " الهلال سے ضمانت " نظر سے گذري ' دیکهنے کے ساتهه هي سناٹا سا چها گیا ' افسوس که الهلال بهي اس شمشیر براں سے نه بچا ' مگر خیر ' کچهه خوف نهیں ' هم نهیں سمجهه سکتے که اس آئے دنکي ضمانتوں اور ضبطیوں سے گورنمنت کا منشا کیا هے ؟ کیا وہ همارے جذبات کو پامال کرنا چاهتي هے ؟ کیا هماري صداقت انتما زبان کو بند کرنا چاهتي هے ؟ اگر یهي منشا هے تو هم بجاے دو هزار کے دس هزار کا ڈهیر گورنمنٹ کے ایوان حکومت کے آگے لگادیں گے لیکن اپنے سچے جذبات کے اظہار سے باز نه آئیں گے -

یه ضمانت الهلال سے نهیں لي جا رهي بلکه قوم سے لي جا رهي هے ' جو ان دو هزار کے عوض انشاء الله دس هزار پورے کردیگي ' الهلال ایسي چیز هے جسپر بجاے روپیه کے قوم اپني جان تک نثار کرنے کیلیے طیار هے ' پهر یه دو هزار کیا بلا هے ؟ آپ ضمانت دیدیجیے اور قوم آپ کے نذر کردیگي ' اور اپنے حق گو زبان وقلم کو رکنے نه دیگي خدا همارے ساتهه هے ' یه دهمکیاں همارے سد راہ نهیں هوسکتیں ' میں پانچ روپه کي حقیر رقم اپنے الهلال محبوب پر سے نثار کرتا هوں - امید که جناب شرف قبولیت عطا فرماکر مجهے ممنون کرم فرمالیں گے -

جناب کا ادنی نیاز مند
حسن مثنے رضوي

آج زمیندار اخبار نظر سے گذرا - طلبي ضمانت کا حکم بهي سنا - جب اِس بلا سے اُن عام اڈیٹر ونکو نجات نهیں ملي جو قدیم روش سے هٹ کر نسبتاً راہ صداقت و حریت پر لگ گئے هیں ' تو بهلا الهلال کیونکر بچ سکتا تها جو آج سات کروڑ مسلمانوں کے دل اپني مٹهي میں رکهتا هے ؟ مگر خیر کسیوجه سے جلدي کرنا ممکن نه تها اسلیے اب تک خاموشي رهي - اخر کار نادرشاهي حکم نے اپني قوت کي نمایش کر هي دي - میں ایک غریب طالب العلم هوں - دو وقت کے کهانے کے سوا اور کوئي متاع میرے پاس نهیں - دل البته هے سو وہ آپ پر پہلے هي سے نثار کر چکا هوں - اسلیے ایک نهایت قلیل رقم ۸ - آنے کي پیش کش هے - یه میں نے اپني ٹوپي خریدنے کیلیے بچا رکهي تهي - البته اُن هزارها اخوان ملت سے جو الحمد لله که حلقه الهلال میں شامل هیں ' مستدعي هوں که اپنے زباني دعوؤں کا آج کچهه ثبوت بهي دیں -

(احمد حسین طالب علم مشن اسکول بمبئي).

من از آں حسن روز افزوں کہ یوسف داشت ' دانستم
کہ عشق از پردۂ عصمت بروں آرد زلیخا را

مولانا المعظم

مبارک ہو کہ الہلال کے حسن و جمال و صدق مقال نے باوجود اپنے مخصوص اثر اور قوت و عظمت کے ' اسدرجہ سحر کاری کی کہ بالاخر گورنمنٹ عالیہ تاب صبر نہ لاسکی - البتہ یہ عجیب بات ہے کہ صرف دو ہزار روپیہ ہی میں اوس سے سردست راضی ہورہی ہے ! حضرت آپ تو ازاد ہیں - پھر بقول سعدی :

قرار درکف ازاد گاں نہ گیرد مال
نہ صبر در دل عاشق نہ آب در غربال

آپکی جیب تو خالی ہوگی مگر ناظرین الہلال یقیناً علی قدر مراتب اس رقم کے ادا کرنے میں ذرا بھی تامل نہ فرمائینگے - آج ہندوستان میں اس سرے سے اُس سرے تک لاکھوں عشاق الہلال پھیلے ہوے ہیں - قصبوں اور دیہاتوں تک میں اسکے سیکڑوں جان نثار موجود ہیں' روپیہ تو کیا شے ہے' جان تک پیش کرنے کیلیے حاضر ہیں - ابھی یہ خبر اچھی طرح مشتہر نہیں ہوئی ہے - خدا را جلد اپنے ارادہ سے مطلع فرمالیے اور عجلت کیساتھ گورنمنٹ اور الہلال میں رشتۂ محبت مستحکم کرا دیجئے -

خوشا وقتے و خرم روزگارے   کہ یارے برخورد از وصل یارے

والسلام

مظہر الحق نعمانی - ردولوی

افتخار المسلمین ' رأس الموحدین حامی اسلام ' مرجع خواص و عوام' ادام اللہ مجدکم !

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - ہمدرد سے معلوم ہوا کہ الہلال سے بھی دو ہزار روپیہ کی ضمانت طلب کیگئی ہے - یہ سنکر جو صدمہ میرے قلب معزوں پر ہوا - اوسکے تشریح خارج از تحریر ہے - اللہ تعالی جناب کو حوادث ارضیہ و سمائیہ سے ہمیشہ محفوظ رکھے ! آمین - جو اصلاح جناب نے گمراہاں بادیۂ ضلالت کی بذریعہ الہلال فرمائی ہے ' اور جس خوش اسلوب پیرایہ میں قران کریم کے حقائق و معارف سیاسیہ سب سے پہلی مرتبہ قوم کے سامنے پیش کیے ہیں ' اوسنے غافلونکو بیدار' جاہلونکو ہوشیار ' اور بے دینونکو دیندار بنا دیا ہے ' اور اسکی خدائی روکو اب کوئی روک نہیں سکتا - اونکے دلونمیں ایک پائدار حرکت آزادی کی پیدا ہوگئی ہے -

مولانا - آپنے اپنے اس طرز عمل سے قلوب مسلمین میں وہ وقعت اور عظمت پیدا کرلی ہے جسمیں دوسرونکو کم حصہ ملا ہے - و ذلك فضل اللہ یوتیہ من یشاء

محمد اسحاق مدرس مدرسہ اسلامیہ
از قصبہ لاہر پور - ضلع سیتا پور

اخبار زمیندار میں یہ دیکھکر کہ آپسے بھی ضمانت طلب کی گئی ہے ' طبیعت کو جس درجہ صدمہ پہنچا ' عرض نہیں کرسکتا - صاف صاف کیا کہوں ؟ بس دعا ہے کہ خداوند کریم گورنمنٹ پر اور ہم سب پر رحم فرمادے - اب وہ ایسے لوگوں پر متوجہ ہونے کی آخری غلطی کر رہی ہے ' جنکے ایک اشارہ چشم کے کروڑوں انسان منتظر ہیں !

میری یہ لفظی ہمدردی ہی نہیں ہے - اپنی حیثیت کے مطابق عملی خدمت گذاری کرنے کیلیے بھی جان و دل سے حاضر ہوں -

---

مجھے معلوم نہیں کہ الہلال کے ناظرین کا دائرہ کسقدر ہے ؟ تاہم سیلوں ' برما ' افریقہ ' عدن ' اور ہنگ کانگ تک اوراق لوگوں کے ہاتھوں میں دیکھے گئے ہیں - میرے طرف سے یہ تحریک درج اخبار فرما دیجیے کہ ہم ناظرین اسکو اپنا دینی فرض تصور کرتے ہیں کہ رقم ضمانت اپنی جیبوں سے ادا کردیں ' اور آئندہ بھی جب کبھی ضرورت ہو تو چند لمحوں کے اندر روپیوں کا ڈھیر لگادیں - ناظرین الہلال سے درخواست ہے کہ وہ اپنی حیثیت کے مطابق رقوم اعانت دفتر الہلال میں بمد ضمانت بھیجدیں گے -

ہمدرد و کامریڈ کے ضمانت فنڈ میں بھی دفتر زمیندار کو پیشتر بھیج چکا ہوں -

نیاز مند مجید حسن بی - اے - ایل - ایل - بی

طلبی ضمانت کا حال معلوم ہوا - میرے خیال میں جس دن آپنے اپنا مقدس رسالہ نکالا تھا ' اوسی دن سے اس حکم کے متوقع ہونگے - مگر امید ہے کہ یہ حکم بلکہ اسی قسم کے صدہا احکام آپکے اُن ارادوں کیلیے جو ارادۂ الہی کے ماتحت ہیں' پر کاہ کے برابر بھی وزنی ثابت نہونگے - ۸ - روپیہ ضمانت فنڈ میں پیش کرتا ہوں امید کہ قبول فرمالیں گے -

پانچ روپیہ ٹونک سے بھی آپکے خدمت میں روانہ کیے جا چکے ہیں -

حسن مرتضی رضوی (امروہہ)

تیغوں کے سایہ میں ہم پلکر جواں ہوے ہیں
خنجر ہلال کا ہے قومی نشان ہمارا
باطل سے دبنے والے اے آسماں نہیں ہم
سو بار کر چکا ہے تو امتحاں ہمارا

یا مولانا

السلام علیکم ' مبارک ہیں آپ لوگ - کہ معشوق کی نظر عنایت سے بھی محروم نہیں ' اور پھر قوم میں وہ رتبہ کہ بڑے بڑونکو نصیب نہیں ' میں کہہ نہیں سکتا کہ مجھے کسقدر خوشی ہوئی جسوقت کہ مینے زمیندار میں یہہ دیکھا کہ سر جیمس مسٹن صاحب کا کاری مگر تفریح بخش وار آپکے دل کو بھی مجروح کرگیا - انشاء اللہ آئندہ فتح و نصرت کی اس کو ابتدا سمجھیے (١ - ١ - ٠) علوی قیس) - از کاکوری - لکھنؤ -

---

خدا جناب کو اپنے مقدس ارادوں میں کامرانی نصیب کرے اور مصائب روزگار کے مقابلہ میں فتح و نصرت عطا فرمائے ! آپ کے لیے میری طرف سے تلقین صبر و استقلال کی تو ہو بہو ایسی ہی مثال ہے ' جیسی آفتاب کو شمع دکھانا ' یا دریا کے آگے روانی کے معنے بیان کرنا ' لیکن پھر بھی دو چار الفاظ طبیعت کے اصرار سے حوالۂ قلم کیے دیتا ہوں -

مگر حیران ہوں کہ کیا لکھوں اور کس پیرایہ میں اپنے مافی الضمیر کا اصلی نقشہ کاغذ پر کھینچوں ؟ تلاطم جذبات سلسلۂ خیالات کو قائم رہنے نہیں دیتا ' اور پرواز تخیل اظہار مطلب سے مانع ہے - جب سے میں نے طلبی ضمانت کا حال سنا ہے ' سوچ رہا ہوں کہ آپ کو مبارکباد دوں یا قوم سے اظہار ہمدردی کروں ؟ ایسے زندہ افراد قوم کی موجودگی پر فخر کروں یا اپنی شومی قسمت پر ماتم ؟ لیکن جانتا ہوں کہ یہ جو کچھہ ہوا ہے ' کوئی نئی بات نہیں - مشاہدات روزانہ اِس امر کی تصدیق کرتے ہیں کہ دنیا کی تمام ہستیاں اپنی اپنی ضد کی بدولت قائم ہیں' حیات و ممات '

عسر و یسر، اوج و حضیض، اور صدق و کذب، سب لازم و ملزوم ہیں اور قوانین قدرت مقتضی ہیں کہ انسان دونوں کو آزمائے -

ہاں تاریخ عالم یہ بتاتی ہے کہ زمانہ کی گردش نے حامیان صداقت کو ہمیشہ چکر میں رکھا ہے -

صدق و کذب کے مقابلہ میں اگرچہ کوتہ بیں نظریں اس سطحی فتح کو جو انسانوں کی بد باطنی کے سبب سے کذب کو صداقت پر حاصل ہوتی ہے، دائمی جاننے لگتی ہیں، مگر ماضی کے واقعات اس کی تردید کرتے ہیں اور بالآخر سچی فتح صداقت ہی کو نصیب ہوئی ہے -

مصیبت و آزمایش دنیا میں صرف انسانی طبائع کی مستقل مزاجی، حقیقی شکر گزاری، اور سچی ہدایت کی ازمایش کے لیے ہوتی ہے -

مبارک ہے وہ شخص جو ایسی آزمایش میں پڑے، اور پھر قابل رشک ہے وہ ذات جو ایسی آزمایش میں سے کامیاب ہوکر نکلے - میں بذات خود ایسی گردش اور ایسی مصیبت کو نعمت عظمیٰ سے تعبیر کرتا ہوں - اپنے لیے ہمیشہ اسی امر کا خواہشمند ہوں اور اسی لیے آپ کو بھی بحیثیت ایک مخلص کے ہمیشہ اس قسم کی مصیبتوں اور اس قسم کی آزمائشوں میں پھنسا ہوا دیکھنا چاہتا ہوں - قومی جذبات کا پاکیزہ درد وہ درد ہے، جس کی لذت سے شاید ہی کوئی انسان واقف ہوکر گریز کرے - میں تو ایسے درد کو خدا سے چاہتا ہوں -

دنیا اعتباری ہے - ہم دیکھتے ہیں کہ ایک شے ہی مختلف موقعوں کے لیے حسن و قبح ثابت ہوئی ہے - پا بہ زنجیر ہونا اور قید بھگتنا صرف جرم و گناہ کی پاداش کے لیے ہوتا ہے اور اسی لیے اس کو عوام نفرت و حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، مگر وہی زنجیریں ایک حیثیت سے قابل زینت زیور تصور ہوتی ہیں، جبکہ انسان اپنے فرائض دین اور واجبات قومی کے لیے پا بہ زنجیر، طوق بہ گلو، اور بالآخر مگر سب سے مبارک، سر بر دار ہو -

ہلال نکلا - بدر بنا، گھٹنے لگا، تھوڑی دیر رہیگا، مگر ہلال پھر ہلال ہوکر عروج اختیار کریگا - انشاء اللہ - مجھے دلی ہمدردی ہے - میں اپنی طرف سے چھ روپیہ چھ آنہ کی ناچیز رقم خدمت والا میں پیش کرتا ہوں!

گر قبول افتد زہے عز و شرف

میں بھی فوراً تار دیتا مگر وہ چھ آنہ کے پیسہ بھی ضائع ہوتے دیکھکر اسی رقم میں شامل کردیے گئے -

آپ کا مخلص خادم

احقر - ایڈیٹر افغان - پشاور

السلام علیکم - اخبار زمیندار سے معلوم ہوا کہ الہلال سے بھی ۲ - ہزار کی ضمانت طلب کی گئی ہے، اسکے معنی یہ ہیں کہ تمام پیروان کلمۂ توحید سے ضمانت مانگی گئی ہے - مبلغ ایک روپیہ کی حقیر رقم آج ارسال خدمت ہوگی - یقین رکھیے کہ آپکی کوششیں بیکار نہیں گئیں - وہ اپنا کام پورا کرچکی ہیں اور اب ان باتوں سے کچھ نہیں ہوتا -

(احمد علي بی - اے)

ترجمہ اردو تفسیر کبیر

جسکی نصف قیمت اعانۂ مہاجرین عثمانیہ میں شامل کی جائیگی - قیمت حصۂ اول ۲ - روپیہ - ادارۂ الہلال سے طلب کیجیے -

شہداء کانپور اعلی اللہ مقامہم !

اللہ اللہ ! ایہا المسلمون !

سنگ را دل خوں شود از نالہاے زار من
این دل فولاد تو یک ذرہ سرہاں گیر نیست ؟

یہ ان یتیم اور بیواؤں کی درد بھری آواز کی فغاں سنجی ہے جنکو کانپوری شہدا اپنی ابد الآباد مفارقت کا صدمہ دے کر جام شہادت نوش فرما گئے اور ان کیلیے یک شبینہ نان جویں اور ہفت روزہ ستر پوشی کا سامان بھی نہ چھوڑ گئے - بلکہ ان کے رہے سہے ممد معاون جو دن بھر مزدوری کرکے شام کو پیٹ پال لینے کا کوئی ذریعہ بہم پہنچا سکتے تھے، وہ بھی اسی رنج و غم میں بجرم دیوانگی طوق و سلاسل پہن کر محبوس پڑے ہیں!

زین مصیبت قوم را با دیدۂ پرخون نگر
گر ندیدستی سحاب خوں چکاں را بر زمیں

اب انکے بچوں کی آہ و زاری اور بیکس بیوہ اور بے بس ماؤں کی بیقراری کا سننے والا بجز اس ذات برحق کے کون ہے ؟

مسلمانو! خدارا ہوش میں آؤ، اپنے جذبات اسلامی کا اثر دکھاؤ! قوت ایمانی کا ثبوت دو! تم مسلمان ہو، تمہارے دلوں سے نعرۂ اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہوتی رہی ہیں، تمہارے ہاتھوں نے دنیا کو مسخر کرلیا تھا، تمہاری ہمدردیوں نے اعدا کے دلوں میں جگہ کرلی تھی، اور تمہاری فیاضیاں ضرب المثل ہوچکی ہیں - ابھی ابھی اس گئے گذرے زمانہ میں بھی یونیورسٹی اور جنگ طرابلس و بلقان میں اپنی بھٹی جیبوں سے کرم و بخشش کا شاہانہ ثبوت دے چکے ہو:

اے کہ بودی افتخار دین و دنیا پیش ازین
داستانت یاد دارد ہم زمان و ہم زمین

پھر کس خوف، کس بے حمیتی، اور کس بے حسی نے تمکو کانپوری مظلوموں کی اعانت سے روک دیا ؟ گورنمنٹ تو تمکو ان ہمدردیوں سے نہیں روکتی - قانون جایز حقوق کے طلب کرنے سے مانع نہیں ہوتا - طلب و استدعا کے ہاتھ قطع نہیں کیے جاتے - منصف حکام ان ہمدردیوں سے برہم نہیں ہوتے - پھر کیا تم اپنی مساجد و معابد کی حرمت برقرار رکھنا نہیں چاہتے ؟ کیا اپنے حقوق کی پامالی پر تمکو تاسف نہیں ہوتا ؟ کیا مظلوم اور بے قصوروں کی اعانت تمہارے ملک میں جایز نہیں ؟ فبای حدیث بعد اللہ و آیاتہ یومنون ؟

فخر قوم مسٹر مظہر الحق جیسے فداے قوم سے ہمدردی کا سبق لو اور اپنی زندگی کا ثبوت دو:

شیر شو، شیرانہ در صحراے شیران پاے نہ،
مرد شو، مردانہ پند ناصحان را گوش دار!

ہندوستان میں سات کرور مسلمانوں کی آبادی ہے، اگر ایک پیسہ فی نفر کا اوسط رکھہ کر بھی کانپوری مظلوموں کی عزا داری کیجاتی تو (۱۰,۹۳,۷,۵۰) دس لاکھہ ترانوے ہزار سات سو پچاس روپیہ جمع ہو سکتا تھا! حالانکہ تخمینۂ اخراجات صرف دو ڈھائی لاکھہ بتایا جاتا ہے جو ایک چوتھائی آبادی مسلمانان ہند کی پورا کو سکتی ... کیا ہم ایسے گئے گذرے کہ دین الہی کے ایسے مہتم لشان کام ... ایک ایک پائی چندہ کا بھی اوسط پورا ہونا ہم سے مشکل پڑ گ... یاد رکھو کہ یہ اوس آزادی کی پہلی منزل ہے جس میں چل کر ... کانہ اپنے حقوق کو تم گورنمنٹ سے طلب

المراسلة والمناظرة

الفتـنـة اللغـويـة !

حظ و کرب یا لذت و الم ؟ (١)

ما لهم بذلك من علم ان یتبعون الا الظن (٥٣ : ٣٠)

(٢)

اسکے بعد آپ لکھتے ھیں :

" اگر آپ کے اصول کو وسعت دي جاے کہ ھر اردو لفظ کي " تحقیق " اس زبان کے لغت سے کرني چاھیے جس سے وہ ایا ھے تو اردو کے پاس باقي کیا رھجاتا ھے ؟ "

آپنے " تحقیق " کا لفظ لکھا ھے - اور گو میں نے اس اصول کي طرف کہیں اشارہ نہیں کیا مگر واقعي ھر لفظ کي " تحقیق " تو اسي زبان کي لغت ھي سے کرني پڑیگي ' جس سے وہ آیا ھے - یہ تو ایک قدرتي اور ناگزیر امر ھے - لیکن میں سمجھتا ھوں کہ غالباً یہاں آپکا مقصود " تحقیق " نہیں ' بلکہ " صحت استعمال " اور " جواز استعمال " ھے - جلدي میں آپ تحقیق کا لفظ لکھہ گئے ھیں -

پھر یہ کیسي عجیب بات ھے کہ آپ عام الفاظ اور مخصوص اصطلاحات علمیہ میں فرق کرنے سے اپنے تئیں مقصر ظاھر کر رھے ھیں' حالانکہ اگر آپ چاھیں تو اس فرق کو محسوس کرنا کچھہ مشکل نہیں - میں ابتدا سے کہہ رھا ھوں کہ اردو کے عام الفاظ کا سوال نہیں بلکہ اصطلاحات علمیہ کا ھے - میں نے کہیں یہ اصول پیش نہیں کیا کہ ھر مہند لفظ کا استعمال اسي وقت صحیح ھو سکتا ھے جبکہ وہ اپنے اصلي زبان کي لغت سے بھي ان معاني میں صحیح ثابت ھو جاے - میري گذارش تو صرف " اصطلاحات علمیہ " تک محدود ھے اور اسي لیے " مثنوی زھر عشق اور علم النفس " کا سوال آپکے سامنے پیش کر چکا ھوں - آپ سنتے ھیں ' میرے سوال کو دھراتے ھیں ' اسکو " ایک نا قابل انکار حقیقت " قرار دیتے ھیں مگر پھر جواب نہیں دیتے ! فیصلہ ھو تو کیونکر ؟

گوش اگر گوش تو و' نالہ اگر نالۂ من
انچہ البتہ بہ جاے نہ رسد' فریاد ست !

[بقیہ صفحہ ١٧ کا]

کر سکوگے اور اپني حریت و آزادي کا سچا ثبوت بہم پہنچا سکوگے - اگر اس وقت تم نے اپني حیات طیبہ کي کوشش نہ کي تو پھر اپنے آپ کو ھمیشہ کیلیے زندہ در گور سمجھو - ایسي آزادي و حریت پسندي کے زمانہ میں بھي خاموش رھے تو پھر خاتمہ ھے -

گر نہ گردد قوم ما بیدار ازین خواب گران
روے اسایش نہ بیند تا بہ روز واپسین

مظہر الحق نعماني ردولوي
ضلع بارہ بنکي

۔ آپ نے جس نکتۂ علم اللسان کي طرف اشارہ کیا ھے اور پھر خود بخود میري " حیراني " کي علاج فرمائي پر متوجہ ھوے ھیں' میں اسکو دو مرتبہ خود وکیل میں لکھہ چکا ھوں ' جبکہ چند الفاظ عربي و انگریزي کي بحث چھڑ گئي تھي -

اِن دلائل و براھین واضحہ و بینہ کے بعد آپنے اِس بحث کا خاتمہ کر دیا ھے اور عدالت برخاست ھوگئي - چنانچہ آپ لکھتے ھیں :

" اصل مسئلہ ختم ھوگیا "

گر یوں ھي تو قاعدہ اچھا ٹھہر گیا

اگر کسي " مسئلے کے ختم کرنے " کا یہي طریقہ ھے کہ اصلي فیصلہ طلب امور کو نذر تجاھل و تغافل کر کے اختتام بحث کا اعلان کر دیا جاے ' تو پھر بحث میں صرف وقت کرنے سے کہیں بہتر خاموشي و اعراض ھے - ھم کو کوئي شخص مجبور نہیں کرتا کہ ھم بولیں - لیکن اگر بولیں گے تو پھر بات کرنے والوں ھي کي طرح بات کرني پڑیگي -

میں نے اس بارے میں جو کچھہ لکھا تھا اسکو گذشتہ نمبر میں چھہ دفعات کے اندر عرض کرچکا ھوں - مسئلے کے " خاتمے " کا یہ حال ھے کہ ان میں سے کسي ایک امر کے متعلق بھي آپنے غور نہیں کیا اور جتنا کچھہ کیا ' اسکا بھي یہ حال ھے کہ وہ گویائي پر خاموشي کي ترجیح و تقدم کي ایک مثال تازہ سے زیادہ نہیں !

* * *

اس بحث سے فارغ البال ھوکر آپنے " حظ " کو بمعني مفروضۂ لذت فارسي سے ثابت کرنا چاھا ھے - حالانکہ پہلي بحث کي طرح یہ موضوع بھي آپکے بس کا نہ تھا اور آپکے لیے اور نیز ھر اس شخص کیلیے جو آپکے سي حالت رکھتا ھو' یہي بہتر ھے کہ وہ ان امور میں دخل نہ دے جنسے نا واقف ھے -

میں ھمیشہ اپني معروضات میں بحث کے ان پہلوؤں سے نہایت احتراز کرتا ھوں ' جنسے مخاطب کي واقفیت یا علم کے متعلق کوئي مخالف خیال پیدا ھوتا ھو کہ یہ طبائع کو رنجیدہ اور بحث کو مقصد سے دور کردینے والي باتیں ھیں - اور اسي بنا پر " حظ و کرب " کے بارے میں بھي میں نے با وجود ضرورت کے اس سے احتراز کیا ' لیکن آپ کا لا حاصل اصرار بڑھتا جاتا ھے اور اس سے ضمناً زبان اور فارسي لغات کے متعلق نہایت سخت غلط فہمیاں اور ونکے لیے پیدا ھوجانے کا خوف ھے - اسلیے اب مجبوراً عرض کرتا ھوں کہ آپ ان کاموں میں کیوں پڑتے ھیں جنکي نسبت نہ تو آپ کو علم ھے اور نہ واقفیت ؟ میں نے (حظ) کے متعلق غالب کا ایک شعر لکھدیا تھا ' اور صرف اسلیے کہ اتفاقاً اس وقت یاد آگیا - کوئي لفظ سند یا استدلال کا وھاں نہ تھا - اسپر آپ متعجب ھو کر لکھتے ھیں :

" اور اسکے ثبوت میں غالب کا " ایک " شعر پیش کرنا آپ کافي سمجھتے ھیں ' جس میں حظ کو حصے کے معني میں استعمال کیا گیا ھے "

میں نے بطور سند کے تو لکھا نہیں تھا - کیونکہ ایک ایسي بات لکھہ رھا تھا ' جس سے آپکو مستثنیٰ کردینے کے بعد ھر فارسي داں واقف ھے - لیکن اگر اسکو تسلیم بھي کر لیا جاے تو آپکے اس " ایک " پر زور دینے کا مطلب بالکل سمجھہ میں نہیں آتا - کیا آپکا مطلب یہ ھے کہ اس موقعہ پر دو چار سو شعروں کي ضرورت تھي ؟ اگر غالب کا شعر پیش نہ کروں تو کیا ٹیک چند بہار

حسین دکنی' اور مولوی غیاث الدین رامپوری کی مدد ؟۔

اسکے بعد آپ "واقعات" کو "دلایل" کے معنی میں استعمال ہوے لکھتے ہیں :

"افسوس ہے کہ بہار عجم وغیرہ اس وقت سامنے موجود نہیں ورنہ غالباً "بقید صفحہ و سطر" میں بتا سکتا کہ فارسی کے متعدد لغت نویسوں نے حظ کو لذت و مسرت کے معنی میں استعمال کرنے کی "افسوس ناک غلطی" کی ہے"

"عظیم الشان بہار عجم" کے نہ ملنے پر آپ کو جو افسوس ہے' اسمیں مجھے آپ سے ہمدردی ہے' مگر ساتھہ ہی خود غرضانہ اسکی خوشی بھی ہے کہ اگر خدا نخواستہ دلائل قاطعہ و براهین ساطعہ کی یہ تیغ بے اماں آپکے ہاتھہ آجاتی تو نہیں معلوم میری معروضات کی مسکین ہستی کا کیا حال ہوتا ؟

پھر لطف یہ ہے کہ آپ "بقید صفحہ و سطر" بتلا دیتے' اور اسکے بعد غالباً قرنوں اور صدیوں تک کیلیے "حظ بمعنی لذت" کا علم ثبوت سر زمین لغات فارسیہ و اصطلاحات علمیہ میں نصب ہو جاتا !! و ذلک مبلغهم من العلم !

اسکے بعد دلائل و اسناد کی ایک عظیم الشان صف رونما ہوتی ہے جسکے سر خیل حلقہ حضرت "غیاث اللغات" ہیں اور انکے پیچھے پیچھے علامۂ پامر' مولانا رینکس' محقق استین گاس' فارسی لغات کی موت و حیات کا سر رشتہ سنبھالتے ہوے تشریف لا رہے ہیں' اور سب کے آخر میں خود جناب ہیں' جو فن لغت کی اس مہیب نمایش کے بعد مجھے دعوت غور و فکر دیتے ہیں اور فرماتے ہیں :

"غور فرمالیجے کہ یہ "اهل لغت" نہ صرف حظ کو لذت کے معنے میں استعمال کرتے ہیں بلکہ اس سے جتنی تراکیب پیدا کرتے ہیں' ان سب میں بھی حظ کے معنے لذت اور "صرف لذت" کے لیتے ہیں"!

جب آپکی واقفیت کا یہ حال ہے تو ارباب علم انصاف کریں کہ اب میں کیا کہوں ؟ آپ کو کون سمجھاے کہ کسی فارسی لغت کا نولکشوری پریس میں چھپنا ہی دلیل وقار نہیں ہے' اور نہ اسمیں آپکے حسب مطلب حظ کے لفظ کا ملجانا مستند ہونے کا کوئی ثبوت - اپ غالب کے "ایک" شعر پر معترض ہیں' جس نے (قاطع برہان) لکھکر ہمیشہ کیلیے ہندوستانی لغت نویسوں کی آبرو مٹا دی' مگر مسکین ٹیک چند کے نہ ملنے پر آپکو افسوس ہے' اور پورا یقین ہے کہ اگر (بہار عجم) کسی طرح میسر آجاتی تو "بقید صفحہ و سطر" بتلاکر آپ اس بحث کا خاتمہ کردیتے - حالانکہ جہاں (محمد حسین دکنی) کو کوئی نہیں پوچھتا' وہاں (ٹیک چند) کا نام لینا ایک ایسی بات ہے' جو صرف آپ ہی سے ممکن تھی -

"بہار عجم" کے نہ ملنے کے "افسوس" کے بعد "خوش قسمتی" سے غیاث اللغات آپکی "میز" پر نکل آتی ہے - چنانچہ آپ لکھتے ہیں :

"خوش قسمتی سے غیاث البتہ میز پر موجود ہے اور اسکی عبارت یہ ہے ...."

افسوس ہے کہ آپکی اس "خوش قسمتی" میں بھی مجکو "بدقسمتی" سے خلل انداز ہونا پڑیگا - میں پوری ذمہ داری کے ساتھہ آپکو بتلانا چاہتا ہوں کہ غیاث اللغات کا نام فارسی لغات کی بحث میں لینا نہایت تمسخر انگیز ہے - استدلال تو بجاے خود رہا' کوئی فارسی داں شخص اپنی میز پر اسکو جگہ دیکر آپکی طرح خوش قسمت ہونا بھی پسند نہیں کریگا -

اسکے بعد آپنے چند انگریزی لغات کا حوالہ دیا ہے - یہ حوالے تمام پچھلے حوالوں سے بھی بڑھکر افسوس ناک ہیں - آپ کو اردو سے تو اتنی ہمدردی ہے کہ عربی لغات کے ذکر پر متاسف ہوتے ہیں اور لکھتے ہیں :

" اس سے زیادہ افسوس ناک امر یہ ہے کہ خود اردو بولنے والوں کو اردو لغات کی تحقیق کے لیے عربی لغات کی جانب رجوع کرنا پڑے "

رجوع تو کسی نے نہیں کیا تھا - لیکن بہر حال آپکو اسپر افسوس ضرور ہے - پھر خدا را مسکین فارسی پر بھی رحم کیجیے' جسکی لغات کیلیے باوجود ہزاروں دواوین و کلام شعراء فرس کے' آپ ہمیں (پامر) کی چوکھٹ پر ناصیہ فرسائی کی دعوت دے رہے ہیں - محض اس حق کی بنا پر کہ "وہ کیمبریج میں عربی کے پروفیسر ہیں" !!

اِن مباحث میں آپکی معذوری واضح ہے' تا ہم ایک غلطی تو آپکا ادعائی اصرار ہے' اور پھر دوسری غلطی ثبوت کیلیے لاحاصل کوشش کرنا - اسی کا نتیجہ ہے کہ آپنے اپنے طریق اثبات و استدلال میں اُس سے زیادہ افسوس ناک غلطی کی ہے' جو موضوع بحث میں آپ کرچکے ہیں -

اغلاط استدلال

ایک شے ہے دعوا اور ایک چیز ہے استدلال - آپنے دونوں میں غلطیاں کیں - آپ فرماتے ہیں کہ حظ بمعنی لذت اصطلاحات علمیہ میں صحیح ہے' اور پھر دلائل پیش کرتے ہیں - آپکے دعوے کی نسبت عرض کرچکا ہوں - لیکن اس سے زیادہ غلطیاں آپکے طریق استدلال نے پیدا کردیں :

(۱) آپنے یہ غلط اصول قائم کردیا کہ اردو کی عام بول چال اصطلاحات علمیہ میں مستند ہے -

(۲) آپنے ضمناً فرہنگ آصفیہ کو اردو لغات کی بحث میں قابل استناد قرار دیا' حالانکہ (مصنف فرہنگ معاف رکھیں) اسے یہ حیثیت حاصل نہیں -

(۳) پھر اس غلط فہمی کا دروازہ کھولدیا کہ لغات فارسی کی بحث میں غیاث اللغات کی سند معتبر ہے - اسکا نتیجہ یہ نکلے گا کہ لوگ بلا تکلف غیاث کا حوالہ دینا شروع کردینگے اور پھر دوبارہ اس لغوی ایجی ٹیشن کا ارباب فن کو مقابلہ کرنا پڑیگا جو مرحوم غالب نے (قاطع برہان) لکھکر اپنے سامنے آمادۂ پیکار پایا تھا -

(۴) اس سے بھی بڑھکر ظلم اکبر یہ کیا کہ فارسی لغات کی بحث میں انگریزی کی فارسی لغات کو مستند قرار دینے کی بدعۃ سیئۂ کبیرہ کی بنیاد رکھی' جو فی الحقیقت ایک اشد شدید "فتنۂ لغویہ" ہے اور جو اگر چل نکلا تو اردو اور فارسی زبان کا بھی مذہب و اخلاق کی طرح خدا حافظ !

پس سمجھکر جو اس تفصیلی تحریر کی ضرورت ہوی تو صرف اصل بحث ہی کے متعلق ازالۂ اغلاط کا خیال محرک نہ تھا' بلکہ زیادہ تر یہ خیال کہ آپکے طریق استدلال کے اغلاط نے اصل غلطی سے بڑھکر چند غلطیاں اور پیدا کردی ہیں' اور وہ ایسی ہیں کہ اگر انکو ظاہر نہ کیا جاے تو لغات و زبان کے متعلق ایک اصولی غلط فہمی میں لوگ گرفتار ہوجائیں گے - اگرچہ واقف کاروں کیلیے انکی غلطیاں بالکل واضح و غیر محتاج انکشاف ہیں -

پس ضرور ہے کہ اس حصۂ بحث کے متعلق میں یہ ظاہر کردوں کہ :

(۱) غیاث اللغات کوئی مستند لغت نہیں - اسکا حوالہ فارسی لغات کے مباحث میں بیکار ہے -

(۲) اتنا هي نهيں بلکه بهار عجم وغيره لغات جو آجکل چهپ کر شائع هوگئے هيں ' قطعاً غير معتبر ' تمسخر انگيز ' اغلاط سے مملو ' اور نا قابل استفاده هيں - جن حضرات کي ان کتابوں پر نظر هے ' اور جنهوں نے وه مباحث ديکهے هيں جو " برهان قاطع " کي اشاعت کے بعد تحرير ميں آے ' نيز اُن رسائل پر بهي نظر ڈالي هے ' جو ان لغات کي حمايت ميں مثل موئد البرهان ' ساطع برهان ' تيغ تيزتر ' قاطع قاطع ' وغيره وغيره لکهے گئے ' اور پهر قاطع برهان کے اُس دوسرے ايڈيشن کو بهي ديکها هے جو (درفش کاوياني) کے نام سے شائع هوا تها ؛ ان سے يه امر پوشيده نهيں -

(۳) يورپ کے بعض مستشرقين نے جو لغات لکهي هيں انکا حواله به حيثيت سند لغت کے بالکل غير معتبر هے - عام طور پر مستشرقين فرنگ کا يه حال هے که وه مشرقي علوم و السنه کے متعلق بعض اپنے مخصوص مباحث عاميه ميں نهايت مفيد و نادر مطالب پيدا کرليتے هيں جن پر خود اس زبان کے بولنے والوں کو دسترس نهيں ' ليکن اسکے يه معني نهيں هوسکتے که لغات و ادب کي بحث ميں انکي سند معتبر هو -

اب صرف دو مطلب باقي رهگئے - اصل مبحث ' اور مطلاحات علميه کے متعلق جو چند سطور آپنے مضمون کے آخر ميں لکهے هيں - سو انکي نسبت آينده نمبر ميں عرض کرونگا که يه ايک مفيد اور نتيجه خيز مبحث هے اور اسکو اخر تک پهنچانا ضرور ري -

فهرست زر اعانۂ دفاع مسجد مقدس کانپور

تفصيل اُس رقم کي جو جناب ارمان صاحب بريلوي نے شاهجهانپور سے بهيجي تهي ' اور جو گذشته نمبر ميں درج هوچکي هے -

	پائی	آنه	روپيه
جناب عبد الخالق صاحب	-	•	٥
جناب عبد الاحد ارمان صاحب	-	•	٥
جناب ايضاً از متعلقين خود	•	•	۲
ايضا زکات وصدقة الفطر	•	•	۳
جناب سراج الدين صاحب	•	•	۴
جناب مولوي محمود حسن صاحب	•	۸	۲
دختر صاحبه ايضاً	•	٥	۲
صدقة الفطر جناب مولويصاحب موصوف	•	۸	•
جناب احمد يار خانصاحب	•	•	۳
جناب منشي سيد احمد صاحب	•	۴	۲
جناب منشي عبد الستار صاحب	•	•	۲
جناب مولوي عبدالباري صاحب	•	•	۲
جناب سيد عابد حسين صاحب	•	•	۲
جناب مولوي رفيع الدين صاحب	•	•	۲
جناب ڈاکٹر نعيم الله خانصاحب	-	•	۲
جناب حافظ فدا حسين خانصاحب	•	•	۱
جناب سيد حسين شاه صاحب	•	•	۱
جناب حکيم ولايت حسين صاحب	•	•	۱
جناب منشي منظور احمد صاحب	•	•	۱
جناب منشي عبد الغالي صاحب (زکاة)	•	-	۱
جناب منشي عبد الماجد صاحب	•	•	۱
جناب منشي عبد الحميد خانصاحب	•	•	۱
جناب سيد رضا علي صاحب	•	•	۱
جناب [illegible] احمد خانصاحب	•	•	۱
جناب سيد [illegible] علي صاحب	•	•	۱
جناب ڈاکٹر محمد حسن صاحب	•	•	۱
جناب عنايت حسن صاحب	•	•	۱

	پائی	آنه	روپيه
جناب ولي الله خانصاحب	-	•	۱
جناب شفقت حسن صاحب معدري	•	•	۱
جناب شيخ امام بخش صاحب	•	-	۱
جناب بهاري صاحب	•	۱۰	•
جناب حافظ علي حسن صاحب	•	۸	•
جناب حبيب الله خانصاحب	•	۸	•
جناب برکت علي صاحب	-	۸	•
اهليه منشي برکات احمد صاحب	•	۸	•
جناب والده صاحبه عبد الاحد صاحب	•	۸	•
جناب اکرام الله صاحب	•	۸	•
معرفت جناب سعادت علي صاحب	٦	۸	•
جناب وزير خانصاحب	•	۸	•
جناب بابو مجيد احمد خانصاحب	-	۸	•
جناب منشي حکمت ياز خانصاحب	•	۸	•
جناب سيد انور احمد صاحب	[illegible]	۴	•
جناب نياز احمد صاحب	•	۴	•
جناب ننهے بيگ صاحب	•	۴	•
جناب احمد بخش صاحب	•	۴	•
جناب عزيز صاحب	•	۴	•
امة الحبيب صاحب	•	۴	•
جناب والده عزيز صاحب	•	۴	•
جناب علي احمد خانصاحب	•	۴	•
جناب مسيح الله خانصاحب	•	۴	•
جناب محبوب خانصاحب	•	۴	-
جناب چاند خانصاحب	-	۴	•
جناب ڈاکٹر يعقوب خانصاحب	-	۴	•
مدرسه نسواں - شاه آباد	۹	۴	•
جناب امجد علي صاحب	•	۴	•
جناب مولا بخش صاحب	•	۴	•
جناب مياں جان خانصاحب	-	۴	•
جناب ظهور احمد صاحب	٦	۳	•
جناب سيد کرامت علي صاحب	•	۳	•
جناب سيد فضل امام صاحب	•	۲	•
جناب سيد بشارت علي صاحب	-	۲	•
جناب سيد شرافت علي صاحب	•	۲	•
جناب الا نجي ملا زمۂ عبد الاحد	•	۲	•
جناب منشي احمد حسن صاحب	•	۲	•
از فرزندان حافظ علي حسين صاحب	•	۲	•
جناب هدايت شاه صاحب	•	۲	•
جناب ممتياز خانصاحب	•	۲	•
جناب هدايت الله صاحب	-	۲	•
جناب کريم الله صاحب	-	۲	•
جناب سدن صاحب	•	۲	•
جناب مظفر حسين صاحب	-	۲	•
جناب مولوي تراب علي صاحب	•	۲	•
جناب اکرام الله صاحب	•	۲	•
جناب انعام الله صاحب	•	۲	•
جناب اسد علي صاحب	•	۲	•
جناب حميد الله خانصاحب	•	۲	•
جناب بشير الدين صاحب	•	۲	•
جناب نبي بخش صاحب	•	۲	•
جناب منير خانصاحب	•	۲	•
جناب زمان خانصاحب	•	۲	•
جناب سعادت علي صاحب	•	۲	•
جناب نظير خانصاحب	•	۲	•
جناب مشهور	•	۲	•
جناب حميد الله صاحب	•	۲	•
جناب اسمعيل بيگ صاحب	•	۲	•

باقي آينده

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG PBLG. HOUSE, 7/1 McLEOD STREET, CALCUTTA